عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

جلد نمبر ۱۹ | ۲۲ تا ۲۸ جمادی الثانی ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۲ تا ۲۸ ستمبر ۲۰۰۰ء | شمارہ نمبر ۱۸

Email: webmaster@khatme-nubuwwat.org

نبوت کی تقسیم اور مرزا غلام احمد قادیانی

مولانا سعید احمد دہلویؒ کی ایک یادگار تقریر

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی شہادت کے اسباب و محرکات

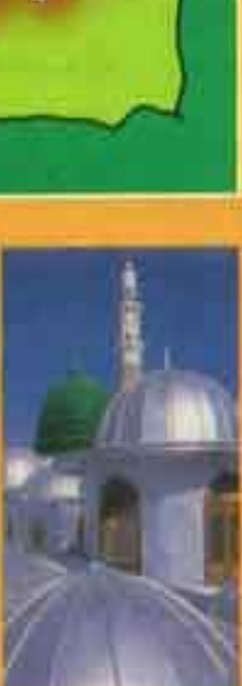

میں نے اسلام کیوں قبول کیا

ہارون سیلر کی ایمان افروز روئیداد

قیمت: ۵ روپے

داڑھی

"داڑھی تو شیطان کی بھی ہے" کہنے والا کیا مسلمان رہتا ہے؟

س:...... ہماری مسجد میں مستقل پانچ نمازوں میں امام صاحب ضعیف العمر ہونے کی وجہ سے نہیں آسکتے یعنی فجر اور عشا میں غیر حاضر ہوتے ہیں۔ ان نمازوں میں انتظامیہ کے صدر صاحب اپنی مرضی سے کسی بھی شخص کو نماز پڑھانے کی دعوت دیتے ہیں، خاص کر فجر میں، جب کہ وہ خود بھی بغیر داڑھی کے ہیں اور کبھی خود پڑھاتے ہیں اذان و اقامت بھی خود کرتے ہیں، اکثر بیشتر ایسا ہوتا ہے کہ جن حضرات کو وہ نماز پڑھانے کی دعوت دیتے ہیں یا تو وہ بغیر داڑھی کے ہوتے ہیں یا پھر داڑھی کتروانے والے صاحب ہوتے ہیں۔ جس پر میں نے اعتراض کیا کہ داڑھی کترانے، یعنی مشت سے کم یا بغیر داڑھی والے دونوں کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے، جب کہ باشرع سنت کے مطابق داڑھی والے موجود ہیں اور دین کا علم بھی ہے تو پھر کوئی گنجائش نہیں۔ جن صاحب کو نماز پڑھانے سے منع کیا تھا کہ آپ کی داڑھی کتری ہوئی ہے نماز پڑھتے وقت آپ کے ٹخنے بھی ننگے نہیں ہوتے آپ نماز پڑھانے کے اہل نہیں تو ان صاحب نے جتنی داڑھی تھی وہ بھی یہ کہتے ہوئے کٹوادی کہ مجھے پہلے سے ہی داڑھی والوں سے نفرت ہے اور اعلاناً داڑھی کٹوائی، صاف کروی۔ اس شخص کے لئے اسلام میں کیا مقام ہے؟ اور یہ کہنا کہ: "داڑھی شیطان کی بھی ہے" اور تم بھی شیطان ہو، یعنی داڑھی والے شخص سے کہنا، ایسے شخص کے بارے میں شریعت کیا حکم دیتی ہے؟

اور اسی تنازع کی وجہ سے جماعت ہورہی ہوتی ہے اور کچھ لوگ صف میں کھڑے ہوکر جب امام تکبیر کہتا ہے الگ ہوجاتے ہیں آیا ان کا الگ نماز پڑھنا درست ہے؟ نماز ہوجاتی ہے؟

ج:...... اس سوال کے جواب میں چند امور عرض کرتا ہوں:

اول: داڑھی منڈانا اور کترانا (جبکہ ایک مشت سے کم ہو) تمام فقہا کے نزدیک حرام اور گناہ کبیرہ ہے اور داڑھی منڈانے اور کترانے والا فاسق اور گناہگار ہے۔

دوم: فاسق کی اذان و اقامت اور امامت مکروہ تحریمی ہیں، یہ مسئلہ فقہ حنفی کی تقریباً تمام کتابوں میں درج ہے۔

سوم: ان صاحب کا ضد میں آکر داڑھی صاف کروا دینا اور یہ کہنا کہ: "مجھے پہلے ہی داڑھی والوں سے نفرت ہے" یا یہ کہ "داڑھی تو شیطان کی بھی ہے"۔ نہایت المناک بات ہے، یہ شیطان کی طرف سے چوکا ہے، شیطان کسی مسلمان کے صرف گناہگار رہنے پر راضی نہیں ہوتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ مسلمان اپنے کئے پر ندامت کے آنسو بہاکر سارے گناہ معاف کرالیتا ہے، اس لئے وہ کوشش کرتا ہے کہ اسے گناہ کی سطح سے کھینچ کر کفر کی حد میں داخل کردے، وہ گناہگار کو چوکا دے کر ابھارتا ہے اور اس کے منہ سے کلمہ کفر نکلواتا ہے۔

ذرا غور کیجئے! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو ایک حکم فرماتے ہیں کہ: "داڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں صاف کراؤ"، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم سن کر اگر کوئی شخص کہے کہ: "مجھے تو داڑھی والوں سے نفرت ہے۔" کیا ایسا کہنے والا مسلمان ہے؟ یا کوئی مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا جواب دے سکتا ہے؟ داڑھی والوں میں تو ایک لاکھ چوبیس ہزار (کم و بیش) انبیا علیہم السلام بھی شامل ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور اولیائے عظام، بھی ان میں شامل ہیں۔ کیا ان سب سے نفرت رکھنے والا مسلمان ہی رہے گا؟

میں جانتا ہوں کہ ان صاحب کا مقصد نہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو رد کرنا ہوگا نہ تمام انبیاً کرام علیہم السلام، صحابہ کرام اور اولیاً کرام سے نفرت کا اظہار کرنا ہوگا بلکہ یہ ایک ایسا لفظ ہے جو غصے میں اس کے منہ سے بے ساختہ نکل گیا یا زیادہ صحیح لفظوں میں، شیطان نے اشتعال دلاکر اس کے منہ سے نکلوادیا، لیکن دیکھنے کی بات یہ ہے کہ یہ الفاظ کتنے سنگین ہیں اور ان کا نتیجہ کیا نکلتا ہے؟ اس لئے میں ان صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ ان الفاظ سے توبہ کریں اور چونکہ ان الفاظ سے اندیشہ کفر ہے اس لئے ان صاحب کو چاہئے کہ اپنے ایمان اور نکاح کی بھی احتیاطاً تجدید کرلیں۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"جن الفاظ کے کفر ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ہو ان کے قائل کو بطور احتیاط تجدید نکاح اور توبہ کا اور اپنے الفاظ واپس لینے کا حکم کیا جائے گا۔"

چہارم: آپ کا یہ مسئلہ بتانا تو صحیح تھا، لیکن آپ نے مسئلہ بتاتے ہوئے انداز ایسا اختیار کیا کہ ان صاحب نے غصہ اور اشتعال میں آکر کلمہ کفر منہ سے نکال دیا، گویا آپ نے اس کو گناہ سے کفر کی طرف دھکیل دیا، یہ دعوت، حکمت کے بھی خلاف تھی، اس لئے آپ کو بھی اس پر استغفار کرنا چاہئے اور اپنے بھائی کی اصلاح کے لئے دعا کرنی چاہئے، اس کو اشتعال دلاکر اس کے مقابلہ پر شیطان کی مدد نہیں کرنی چاہئے۔

http://www.khatme-nubuwwat.org.pk

ہفت روزہ ختم نبوۃ

۲۲ تا ۲۸ جمادی الثانی ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۲ تا ۲۸ ستمبر ۲۰۰۰ء

جلد: ۱۹ شمارہ: ۱۸

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
نائب مدیر اعلیٰ: مولانا مفتی محمد جمیل خان
مدیر: مولانا اللہ وسایا

سرپرست اعلیٰ: حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم
سرپرست: حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہ

☆ بیادگار ☆

☆ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
☆ خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
☆ مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
☆ مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
☆ محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
☆ فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
☆ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
☆ امام اہلسنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
☆ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
☆ مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مجلس ادارت:

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا عبدالرحیم اشعر
مفتی نظام الدین شامزی، مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا سعید احمد جلالپوری، علامہ احمد میاں حمادی
مولانا منظور احمد الحسینی، صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اشرف کھوکھر

☆..........☆..........☆

سرکولیشن منیجر: محمد انور، ناظم مالیات: جمال عبدالناصر
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد ایڈووکیٹ
ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد خرم، کمپوزنگ: محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

علماء دیوبند کا متفقہ ضابطہ اخلاق پر اتفاق رائے .... (اداریہ) 4
صراط مستقیم القرآن کریم کی روشنی میں .... (مولانا مفتی محمد جمیل خان) 6
شان خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم .... (جناب عبدالرزاق جاکھڑا) 8
نبوت کی تقسیم اور مرزا غلام احمد قادیانی .... (مولانا سعید احمد دہلوی) 11
رفیق نبوت، خلیفہ رسول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ .... (مولانا نذیر احمد تونسوی) 15
میں نے اسلام کیوں قبول کیا؟ .... (ہارون سیلز) 17
حضرت مولانا یوسف لدھیانویؒ کی شہادت .... (عبدالقدوس) 21
اخبار ختم نبوت 23

زر تعاون بیرون ممالک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ ڈالر
یورپ، افریقہ ۶۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات
بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک ۳۰ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، سالانہ: ۲۵۰ روپے
ششماہی ۱۲۵ روپے

چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
نیشنل بینک پرانی نمائش برانچ اکاؤنٹ نمبر ۲۹۹
کراچی، پاکستان ارسال کریں

لندن آفس
35 Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان
فون ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی فون ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M. A. Jinnah Road, Ph: 7780337 Fax: 7780340

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

ختم نبوۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

علمأ دیوبند کا متفقہ ضابطہ اخلاق پر اتفاق رائے

شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے سانحہ کے بعد اسلام آباد میں منعقدہ علما کنونشن میں قائم کردہ علما کمیٹی (کونسل) کا دوسرا اجلاس مجلس احرار اسلام کی میزبانی میں دفتر احرار اسلام لاہور میں مولانا عطاء المہیمن کی تجویز پر قاضی عبداللطیف کی صدارت میں منعقد ہوا۔ واضح رہے کہ میزبان کی حیثیت سے مولانا عطاء المہیمن کا نام صدارت کے لئے پیش ہوا تھا مگر انہوں نے بزرگی کے حوالہ سے قاضی صاحب کا نام تجویز کیا، اجلاس میں مسلک حقہ کی تمام جماعتوں کے نمائندوں نے بھرپور انداز میں شرکت کی۔ مولانا فضل الرحمن اور مولانا سمیع الحق ضروری مصروفیت کی وجہ سے شریک نہیں ہو سکے۔ ان کی نمائندگی جماعت کے اہم ارکان نے کی۔ اجلاس میں گزشتہ کارروائیوں کے بارے میں تفصیلی بحث ہوئی اور ارکان کو بتایا گیا کہ الحمد للہ گزشتہ اجلاس کے فیصلے کے مطابق اکابر علما کرام نے اپنے کارکنوں کو احترام و ادب کی تلقین کی ہے، اور بعض جگہوں پر مشترکہ اجتماعات میں یکجہتی اور یگانگت کے مظاہرے دیکھنے میں آئے ہیں اور حضرت مولانا فضل الرحمن اپنے جھنگ کے دورے کے موقع پر حضرت مولانا اعظم طارق کے گھر تشریف لے گئے مولانا اعظم طارق صاحب نے جمعیت علما اسلام کے جلسے میں شرکت کی۔ اسی طرح دیگر جماعتوں کے اراکین بھی ایک دوسرے کے پروگراموں میں شرکت کر رہے ہیں۔ جہادی تنظیموں میں سے جیش محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حرکۃ المجاہدین کے اکابر مولانا مسعود اظہر، کمانڈر عبدالجبار، مفتی اصغر اور مولانا فضل الرحمن خلیل، مولانا حزب اللہ، ابو ساجد کے درمیان قاری سعید الرحمن، مولانا نذیر فاروقی، مولانا شریف ہزاروی، مفتی ابرار احمد، قاری عتیق الرحمن کی کوششوں سے مصالحت کی بات چیت ایک حتمی نتیجہ تک پہنچ چکی ہے۔ اعتراضات ختم کرانے کے معاہدہ پر دستخط ہو گئے ہیں، انشاء اللہ تمام جہادی تنظیموں کے درمیان بھی ایک ضابطہ اخلاق پر اتفاق رائے ہو جائے گا۔ بعد ازاں تمام علما کرام نے اس مصالحتی فارمولے کو مستقل شکل دینے کے لئے مختلف امور پر بحث و مباحثہ کیا، کمیٹی نے مولانا زاہد الراشدی کو ضابطہ اخلاق بنانے کی ذمہ داری دی، انہوں نے ضابطہ اخلاق تیار کیا جس پر بحث کے بعد اجلاس نے درج ذیل ضابطہ اخلاق کی منظوری دی۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ علمأ دیوبند کی جماعتوں اور مراکز میں مفاہمت اور رابطہ کار کو بڑھانے کے لئے مثبت اور عملی پروگرام کو آگے بڑھایا جائے اور پہلے مرحلہ میں ایک ضابطہ اخلاق پر اتفاق کیا جائے تاکہ اس کے دائرہ میں اہل حق کی وحدت اور اشتراک عمل کو مستحکم بنانے کے لئے تمام جماعتیں اور حلقے کام کر سکیں۔

ضابطہ اخلاق کے لئے چند ابتدائی تجاویز:

☆...... مشترکہ مقاصد اور اہداف کے حوالہ سے بلائے جانے والے عوامی اجتماعات میں ہر جماعت دوسری دیوبندی جماعتوں کے راہنماؤں کو بھی دعوت دیں۔

☆...... مختلف مراکز میں متعلقہ جماعتوں کی مشاورت سے وقتاً فوقتاً مشترکہ اجتماعات کا "علما کونسل" کی طرف سے بھی اہتمام کیا جائے اور ان اجتماعات میں جماعتی شخصیات اور نعروں کو ابھارنے سے گریز کیا جائے۔

☆...... باہمی اختلافات کو عمومی اجتماعات اور کارکنوں کے عمومی اجلاسوں میں بیان کرنے سے گریز کیا جائے۔

☆...... کوئی شکایت پیدا ہو تو متعلقہ جماعت کے ذمہ دار حضرات سے رابطہ کر کے اسے دور کرنے کی کوشش کی جائے اور اگر باہمی رابطہ سے کوئی مسئلہ حل نہ ہو سکے تو اس حل کے لئے "علما کونسل" سے رجوع کیا جائے۔

☆...... تمام جماعتیں "علما کونسل" کو باہمی رابطہ کے فورم کے طور پر باضابطہ تسلیم کریں اور باہمی اختلافات میں مفاہمت و مصالحت کا اسے اختیار دیا جائے۔

☆...... یہ واضح اعلان کیا جائے کہ "علما کونسل" کوئی مستقل جماعت نہیں بلکہ علمأ دیوبند سے متعلقہ جماعتوں اور مراکز میں مفاہمت اور رابطہ کار کے ایک مشترکہ فورم کے طور پر کام کرے گی۔

☆...... جماعتیں اپنے جلسوں میں بھی دوسری جماعتوں کے راہنماؤں کو بھی حسب توقع دعوت دیں۔

☆...... علما کونسل کے اجلاسوں میں ہونے والی گفتگو اور باہمی بحث و مباحثہ کو امانت سمجھا جائے اور اسے اجلاس سے باہر بیان کرنے سے گریز کیا جائے، سوائے ان امور کے جنہیں شائع کرنے کا خود اجلاس میں فیصلہ ہو جائے۔

اجلاس میں درج ذیل علما کرام نے شرکت کی:

ختم نبوۃ

مولانا قاضی عبداللطیف (جمعیت علماء اسلام پاکستان)، مولانا محمد ضیاء القاسمی (سپاہ صحابہ پاکستان)، مولانا عزیز الرحمن جالندھری (عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)، مولانا قاری سعید الرحمن (جمعیت اہل السنۃ والجماعۃ)، مولانا نعیم اللہ فاروقی (جمعیت علماء اسلام)، مولانا بشیر احمد شاد (جمعیت علماء اسلام)، مولانا قاضی عصمت اللہ (جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ)، ابو عمار زاہد الراشدی (پاکستان شریعت کونسل)، پیر جی سید عطاء اللہ محسن شاہ بخاری (مجلس احرار اسلام پاکستان)، مولانا عبدالکریم ندیم (مجلس علماء اہل سنت پاکستان)، مولانا قاضی نثار احمد (تنظیم اہل سنت شمالی علاقہ جات)، مولانا محمد اعظم طارق (سپاہ صحابہ پاکستان)، مولانا سید حبیب اللہ شاہ (حرکۃ الجہاد الاسلامی)، مولانا سید امیر حسین گیلانی (جمعیت علماء اسلام)، مولانا منظور احمد چنیوٹی (انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ)، مولانا سید مزمل حسین شاہ (حرکۃ المجاہدین)، چوہدری ثناء اللہ بھٹہ (مجلس احرار اسلام)، مولانا اشرف علی، سید کفیل شاہ بخاری (احرار اسلام) اور مفتی محمد جمیل خان شامل تھے۔

اگلے اجلاس کی میزبانی کے لئے جمعیت علماء اسلام نے پیشکش کی، جسے علماء کونسل نے قبول کیا۔ مولانا فضل الرحمن سے تاریخ طے کر کے اجلاس کا دعوت نامہ جاری کیا جائے گا۔ اجلاس میں درج ذیل قراردادیں منظور کی گئیں:

۱...... یہ اجلاس حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے قاتلوں کی گرفتاری کے سلسلہ میں حکومت کی ٹال مٹول کی پالیسی پر شدید احتجاج کرتا ہے اور یہ بات واضح کر دینا ضروری سمجھتا ہے کہ حکومت مولانا شہیدؒ کے قاتلوں کو گرفتار کرنے میں سنجیدہ نہیں اور فرضی ملزموں کی گرفتاریاں کر کے معاملے کو ٹھنڈا کرنے کا طرز عمل اختیار کیا جارہا ہے۔

یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس سلسلہ میں اپنی پالیسی پر نظر ثانی کرے اور مولانا شہیدؒ کے حقیقی قاتل اور اس کے پشت پناہوں کو گرفتار کر کے عوام کو مطمئن کریں ورنہ حکومت کے اس ناروا اور غیر منصفانہ طرز عمل پر دینی حلقوں اور عوام کے احتجاج میں دن بدن اضافہ ہوگا اور حالات میں کسی قسم کی خرابی کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔

۲...... یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ دستور پاکستان کی جن اسلامی دفعات کو عبوری دستوری فرمان میں شامل کیا گیا ہے انہیں عملی جامہ پہنانے کے لئے اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو قانونی شکل دے کر بلاتاخیر ملک میں نافذ کیا جائے۔

۳...... یہ اجلاس ملک بھر میں غیر ملکی سرمایہ پر چلنے والی ہزاروں این جی اوز کی اسلام دشمن سرگرمیوں اور ریاستی اداروں کی طرف سے ان کی مسلسل سرپرستی پر شدید تشویش کا اظہار کرتا ہے اور اس امر کا اظہار ضروری سمجھتا ہے کہ عالمی سازش کے تحت ملک کو این جی اوز اور ان کے ذریعہ عالمی اداروں کے ہاتھوں یرغمال بنایا جارہا ہے جس سے قومی خود مختاری کو شدید خطرات لاحق ہو گئے ہیں۔ یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ این جی اوز کی سرگرمیوں کی چھان بین کے لئے سپریم کورٹ کے جج کی سربراہی میں اعلیٰ سطحی عدالتی کمیشن قائم کیا جائے اور آزادانہ عدالتی تحقیقات کے ذریعہ این جی اوز کے معاملات کو بے نقاب کر کے اسلام اور پاکستان کے خلاف کام کرنے والی این جی اوز کو خلاف قانون قرار دیا جائے۔

۴...... یہ اجلاس شمالی علاقہ جات کی دستوری حیثیت تبدیل کرنے کی تجویز کو مسئلہ کشمیر کی عالمی حیثیت کے خلاف سازش سمجھتا ہے اور شمالی علاقہ جات میں این جی اوز کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کو تشویشناک قرار دیتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ:

☆...... شمالی علاقہ جات کی موجودہ دستوری حیثیت کو تبدیل کرنے سے گریز کیا جائے۔

☆...... شمالی علاقہ جات میں سرکاری ملازمتیں مخصوص لوگوں کے لئے مختص نہ کی جائیں۔

☆...... رضی الدین رضی کو وفاقی تعلیمی معائنہ کمیشن سے برطرف کیا جائے۔

۵...... یہ اجلاس مختلف سرکاری محکموں میں قادیانیوں کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ اور عالمی سطح پر اسلام اور پاکستان کے خلاف قادیانی گروہ کی سرگرمیوں کو تشویشناک قرار دیتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانی گروہ کی اندرون ملک اور بیرون ملک سرگرمیوں کا سرکاری سطح پر نوٹس لیا جائے اور ان کے سدباب کے لئے اقدامات کئے جائیں۔

۶...... یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ ملک میں فرقہ وارانہ کشمکش کے خاتمہ کے سلسلہ میں کسی بھی قانون سازی یا اقدامات سے پہلے دینی جماعتوں کو اعتماد میں لے اور سب متعلقہ فریقوں کی مشاورت کے بعد قانون سازی کی جائے۔

۷...... یہ اجلاس: ☆...... حضرت مولانا صوفی محمد اقبال صاحبؒ، ☆...... حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم کی اہلیہ محترمہ، ☆...... حضرت مولانا اسعد مدنی کی اہلیہ محترمہ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے سوگوار خاندانوں کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتا ہے اور مرحومین کی مغفرت کے لئے دعاگو ہے۔

ختم نبوۃ

قسط : 6

صراط مستقیم قرآن کریم کی روشنی میں

مفتی محمد جمیل خان

حضرت عیسیٰ حضرت مریم کے بیٹے ہیں :

سورۂ مریم آیت نمبر ۳۴ :

ترجمہ : "یہ مریم کے بیٹے عیسیٰ ہیں (اور یہ) سچی بات ہے جس میں لوگ شک کرتے ہیں۔"

تشریح : یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان وصفت یہ ہے کہ آپ بغیر باپ کے اللہ کے حکم سے پیدا ہوئے اور آپ نے ماں ہی کی گود میں کلام کیا تو یہ سب اللہ ہی کے حکم سے ہوا ہے، تو لوگ خواہ مخواہ جھگڑا ڈالتے ہیں اور طرح طرح کے اختلافات پیدا کر دیتے ہیں، کسی نے ان کو خدا کا بیٹا بنادیا تو کسی نے ان کو خدا بنادیا، کسی نے نسب وغیرہ پر طعنہ زنی کی، مگر سچی بات وہی ہے جو ظاہر کر دی گئی کہ نہ تو وہ خدا تھے اور نہ ہی خدا کے بیٹے بلکہ وہ خدا کے مقرب بندے اور سچے پیغمبر ہیں اور ان کا نسب وغیرہ پاک صاف ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اپنے بندے ہونے کا اعلان :

سورۂ مریم آیت نمبر ۳۰ :

ترجمہ : "(بچے نے) کہا کہ میں خدا کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی ہے اور نبی بنایا ہے۔"

تشریح : اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ماں کی گود ہی میں قوت گویائی بخشی، آپ نے جو کچھ فرمایا اس میں آئندہ آپ کے بارے میں جو غلط اور فاسد خیالات قائم ہونے والے تھے اس کا رد تھا، آپ نے فرمایا کہ "میں اللہ کا بندہ ہوں" یعنی خود اللہ یا اللہ کا بیٹا نہیں ہوں، جیسا کہ اب عیسائیوں کا عقیدہ ہے اور آپ نے فرمایا میں اللہ کا نبی ہوں اور مجھے کتاب دی گئی ہے، اس میں اس بات کا بھی رد ہے کہ یہودی آپ کو جھوٹا کہتے ہیں۔

انبیاءؑ و اولیاءؒ سے محبت میں حد سے بڑھنے کی ممانعت :

سورۂ نساء آیت نمبر ۱۷۱ :

ترجمہ : "اے اہل کتاب اپنے دین (کی بات) میں حد سے نہ بڑھو اور خدا کے بارے میں حق کے سوا کچھ نہ کہو، مسیح (یعنی) مریم کے بیٹے عیسیٰ (نہ خدا تھے نہ خدا کے بیٹے بلکہ) خدا کے رسول اور اس کا کلمہ (بشارت) تھے جو اس نے مریم کی طرف بھیجا تھا اور اس کی طرف سے ایک روح تھے تو خدا اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ، اور (یہ) نہ کہو کہ خدا تین ہیں (اس اعتقاد سے) باز آؤ کہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ خدا ہی معبود واحد ہے، اور اس سے پاک ہے کہ اس کے اولاد ہو، جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے، اور خدا ہی کارساز کافی ہے۔"

تشریح : اہل کتاب اپنے نبیوں کی تعریف میں حد سے زیادہ بڑھ جاتے تھے اور ان کو یا تو خدا یا خدا کا بیٹا کہنے لگتے تو اللہ نے فرمایا کہ دین کے بارے میں حد سے نہ بڑھو اور مبالغہ نہ کرو، جس سے اعتقاد ہو اس کی تعریف میں حد سے نہ بڑھنا چاہئے جتنی بات ثابت ہو اس سے زیادہ نہ کہو بلکہ اللہ کے بارے میں بھی صرف اتنی ہی بات کہو جو سچ اور ثابت ہو، اپنی طرف سے کچھ نہ کہو، اے عیسائیو! تم نے یہ کیا غضب کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کہ جو اللہ کے رسول ہیں اور اللہ کے حکم سے پیدا ہوئے ان کو حق کے برخلاف اللہ کا بیٹا کہنے لگے، اور تین خدا کو ماننے لگے یعنی ایک خدا، دوسرے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور تیسرے حضرت مریم علیہا السلام۔ ان باتوں سے اللہ پاک ہے اور ایک ہی ہے اس کا نہ کوئی بیٹا ہے اور نہ شریک ہے، یہ تمام خرابی وحی کو نہ ماننے سے ہوئی تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نجات اور بخشش کا دارومدار صرف وحی کے ماننے ہی میں ہے۔ آسمان اور زمین کے درمیان میں یعنی نیچے سے اوپر تک جو کچھ ہے، اب اس کی مخلوق اور ملکیت ہے اور اس کے بندے ہیں تو پھر کسی میں اس کے شریک ہونے کی یا بیٹا بننے کی پھر ہمت کیسے ہو سکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ تو سب کام کرنے والا اور کام بنانے والا ہے اور دنیا اور کائنات کا کاروبار چلانے کے لئے خود ہی کافی ہے تو پھر اس کو کسی بیٹے، شریک یا کسی منتظم وغیرہ کی کیا حاجت ہو سکتی ہے؟ کسی مخلوق میں یہ قابلیت ہی نہیں کہ اس کا شریک بنے، پھر بھی اگر کوئی اس کا شریک یا بیٹا مقرر کرے تو یہ صرف اسی آدمی کا کام ہو سکتا ہے، جو ایمان اور عقل سے کورا ہو۔

نبی صرف اللہ کی عبادت کی دعوت دیتا ہے :

سورۂ المائدہ آیت نمبر ۱۱۷ :

ترجمہ : "میں نے ان سے کچھ نہیں کہا بجز اس کے جس کا تو نے مجھے حکم دیا ہے وہ یہ کہ تم خدا کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا سب کا پروردگار ہے، اور جب تک میں ان میں رہا ان (کے حالات) کی خبر رکھتا رہا جب تو نے مجھے دنیا سے اٹھالیا تو تو ان کا نگران تھا اور تو ہر چیز سے خبردار ہے۔"

تشریح : حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قیامت میں اللہ تعالیٰ سوال کرے گا کہ : کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ وہ تم کو اللہ مانیں؟ حضرت عیسیٰ

ختم نبوۃ

علیہ السلام جواب میں فرمائیں گے کہ : اے اللہ میں ایسی بات تیرا رسول ہوتے ہوئے کیسے کر سکتا ہوں، اللہ! تجھے معلوم ہے کہ میں نے ایسا کہا ہی نہیں، میں نے تو اے اللہ! تیرے حکم کے مطابق وحدانیت ہی کی تعلیم دی اور تبلیغ کی، اور جب تک ان میں رہا محض خدا ہی کی عبادت کے بارے میں کہتا رہا، مگر میرے بعد جو کچھ ہوا اس کے متعلق میں مجبور تھا اور کچھ کر نہیں سکتا تھا، یہ تیری ہی نگرانی میں تھے اور تو ہر چیز سے واقف ہے۔

تمام انبیاؑ اصول دین میں متفق ہیں :

سورۂ الحج آیت نمبر ۶۷ :

ترجمہ : "ہم نے ہر ایک امت کے لئے ایک شریعت مقرر کر دی ہے جس پر وہ چلتے ہیں، یہ لوگ تم سے اس امر میں جھگڑا نہ کریں اور تم (لوگوں کو) اپنے پروردگار کی طرف بلاتے رہو، بے شک تم سیدھے رستے پر ہو۔"

تشریح : تمام انبیاؑ اصول دین میں متفق رہے ہیں، البتہ ہر امت کے لئے اللہ نے بندگی کے طریقے مختلف زمانوں میں مختلف مقرر کئے ہیں تو وہ مختلف امتیں اپنے زمانے کے لحاظ سے مختلف طریقوں سے عبادت کرتی رہیں، اس امت محمدیہ کے لئے بھی ایک خاص شریعت بھیجی گئی لیکن اصل دین ہمیشہ سے تمام انبیاؑ علیہم السلام کے دور میں ایک ہی رہا اور وہ ہے صرف ایک اللہ کی بغیر کسی شرکت کے عبادت کرنا، اس لئے اللہ کی وحدانیت کے بارے میں جھگڑنا کسی کو کسی بھی حالت میں جائز نہیں ہے، تو اس کھلی ہوئی بات میں بھی حجت نکالنا بیکار ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ پروا نہ کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدھی راہ پر ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو اسی طرف بلاتے رہیں۔

دنیا میں انبیاؑ علیہم السلام کے آنے کا مقصد :

سورۃ الاحقاف آیت نمبر ۹ :

ترجمہ : "کہہ دو کہ میں کوئی نیا پیغمبر نہیں آیا اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا (کیا جائے گا) میں تو اس کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر وحی آتی ہے اور میرا کام تو اعلانیہ ہدایت کرنا ہے۔"

تشریح : میری باتوں سے اس قدر بدکتے کیوں ہو؟ میں کوئی انوکھی چیز تو نہیں لایا، مجھ سے پہلے بھی رسالت اور نبوت کا سلسلہ جاری رہا ہے، وہ ہی میں کہتا ہوں کہ ان سب رسولوں کے بعد مجھ کو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے جس کی خبر پہلے رسول دیتے چلے آرہے ہیں اس وجہ سے بھی یہ کوئی نئی بات نہ رہی بلکہ بہت پرانی خبر کا ثبوت آج سامنے آگیا پھر اس کے ماننے میں شبہ کیسا؟ مجھے اس بات سے کوئی سروکار نہیں کہ میرے کام کا کیا نتیجہ آئے گا؟ میرے اور تمہارے ساتھ اللہ کیا معاملہ کرے گا اس کا مجھے کوئی علم نہیں ہے اور اس وقت پوری تفصیل نہیں بتا سکتا کہ آگے اس دنیا میں اور آخرت میں مجھے اور تمہیں کیا کیا حالات پیش آئیں گے، فی الحال تو میرا کام صرف یہی ہے کہ اللہ کی وحی سناؤں اور اسے ماننے اور اس پر عمل کرنے اور نہ ماننے کے نتائج سے آگاہ کروں، بندے کا کام تو نتیجہ سے قطع نظر کر کے مالک کے احکام کی تعمیل کرنا ہے اور بس۔

تمام انبیاؑ کی ایک ہی دعوت :

سورۂ نوح آیت نمبر ۲، ۳ :

ترجمہ : "انہوں نے کہا کہ بھائیو! میں تم کو کھلے طور پر نصیحت کرتا ہوں کہ خدا کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو اور میرا کہنا مانو۔"

تشریح : یعنی اللہ سے ڈرو، کفر اور گناہوں کو چھوڑ دو اور اطاعت اور عبادت کا راستہ اختیار کرو۔

ایک اللہ کی طرف رجوع کرنے کا حکم :

سورۃ الذاریات آیت نمبر ۵۰ :

ترجمہ : "تو تم لوگ خدا کی طرف بھاگ چلو میں اس کی طرف سے تم کو صریح رستہ بتانے والا ہوں۔"

تشریح : یعنی یہ زمین، آسمان اور پوری کائنات جب ایک اللہ ہی کی بنائی ہوئی ہے تو بندے کو چاہئے کہ ہر طرف سے اور ہر چیز سے ہٹ کر صرف اسی کی طرف بھاگے۔ اگر ایسا نہ کیا تو یہ بڑے ڈر کی چیز ہے، یا کسی اور ہستی کی طرف رجوع کر لیا تو یہ دونوں چیزوں کا انجام برا ہے۔

اللہ کی طرف رجوع کرنے کا حکم :

سورۂ حم سجدہ آیت نمبر ۶ :

ترجمہ : "کہہ دو کہ میں بھی آدمی ہوں جیسے تم (ہاں) مجھ پر یہ وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود خدائے واحد ہے تو سیدھے اسی کی طرف متوجہ رہو اور اسی سے مغفرت مانگو اور مشرکوں پر افسوس ہے۔"

تشریح : یعنی نہ میں خدا ہوں کہ تمہارا دل زبردستی پھیر دوں نہ ہی فرشتہ ہوں اور نہ کوئی اور مخلوق ہوں بلکہ تمہارا ہی ہم جنس انسان ہوں تاکہ تم اپنے ہم جنس کی بات آسانی سے سمجھ سکو اور میں وہ آدمیوں ہوں کہ جسے اللہ نے وحی کے لئے چن لیا ہے، تم چاہے کچھ کہو یا کرو میرا کام اللہ کا پیغام تم کو پہنچانا ہے کہ اللہ ایک ہے اور وہی صرف اور صرف عبادت کے لائق ہے، اس لئے تمام چھوٹے اور بڑے احوال میں اسی کی طرف رجوع کرو اور کہیں اِدھر اُدھر نہ بھٹکو اور اسی کی طرف متوجہ رہو اور اسی سے معافی مانگو۔

انسان کی پیدائش کس چیز سے ہوئی :

سورۃ المرسلات آیت نمبر ۲۰ تا ۲۳ :

ترجمہ : "کیا ہم نے تم کو حقیر پانی سے نہیں پیدا کیا، (پہلے) اس کو ایک محفوظ جگہ میں رکھا، ایک وقت معین تک، پھر اندازہ مقرر کیا اور ہم کیا ہی خوب اندازہ مقرر کرنے والے ہیں۔"

تشریح : ایک محفوظ جگہ سے مراد رحم مادر

باقی صفحہ 22 پر

ختم نبوۃ

تحریر: عبدالرزاق جانگڑا

قسط: 4

شان خاتم النبیین ﷺ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ تو قرآن مجید ہے، یہ علمی معجزہ ہے اور علم کی یہ شان ہے کہ عالم کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد بھی باقی رہتا ہے، چنانچہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ آج بھی موجود ہے اور قیامت تک موجود رہے گا اور چونکہ معجزہ نبوت کی ایک دلیل ہے اس اعتبار سے آج جس نبوت ورسالت کی دلیل موجود ہے تو وہ نبوت ورسالت بھی موجود ہے اور یہ مقدس کتاب، یہ نبوت ورسالت کی دلیل قیامت تک باقی رہے گی اس لئے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت بھی قیامت تک باقی رہے گی۔

عظمت کے نشان:

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج میں سیر وسلوک کے بعد واپس تشریف لے آئے تو دوسرے روز قریش کے کچھ لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیت المقدس کے بارے میں کچھ سوالات کئے اس وقت ایک جگہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ شبہ ہوا تو اسی وقت مسجد اقصیٰ سامنے آموجود ہوئی جس کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مطمئن کر دیا، اس موقع پر ان لوگوں نے آپ کو اس طرح بھی آزمایا کہ کہنے لگے کہ ہمارا ایک قافلہ گم ہو گیا تھا وہ کب آئے گا اور وہ آپ کو کہاں ملا ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے اس کو مقام "روحاء" میں دیکھا ہے، ان کا ایک اونٹ گم ہو گیا تھا جس کی وجہ سے وہ پریشان تھے اور اسی جگہ ایک پیالہ رکھا تھا، میں پیاسا تھا میں نے اس میں سے پانی پیا ہے۔

اس کے بعد انہوں نے پوچھا اور ہمارا فلاں قافلہ کہاں ملا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تنعیم میں اس کے اونٹ ایسے ہیں اور فلاں فلاں آدمی ہیں اور وہ کل صبح صادق تک آئیں گے، اس کے بعد قریش یہ کہتے ہوئے چلے گئے کہ: "خدا کی قسم "محمد" نے سچ فرمایا ہے۔"

پھر دوسرے روز صبح صادق ہوتے ہی قریش ثنیۃ الوداع پر پہنچے، ابھی صبح صادق ہو رہی تھی اور ادھر قافلہ سامنے سے آ رہا تھا اور اس کے آگے آگے وہی اونٹ تھے جن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا تھا، پھر قافلہ والوں نے آکر کہا سچ فرمایا: "ہمارے سامنے ایک بجلی سی کوندی تھی کہ جس سے کمان گر پڑی تھی وہ اٹھا کر ہم کو دی۔"

واقعہ شق صدر:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حلیمہ سعدیہؓ اور ان کے شوہر یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے کچھ یوں فرماتے ہیں:

"میں اپنے بھائیوں کے درمیان بیٹھا تھا کہ دو آدمی آئے، اور دوسری روایت کے مطابق تین آدمی سفید لباس پہنے ہوئے آئے، ایک کے ہاتھ میں چاندی کا لوٹا تھا اور دوسرے کے ہاتھ میں زمرد کا طشت تھا، وہ مجھے اٹھا کر پہاڑ پر لائے۔ نہایت نرمی سے پیش آئے اور میرا سینہ ناف تک چاک کر دیا کہ مجھے کچھ بھی درد نہ ہوا اور پھر میرے پیٹ میں سے آنتوں کو نکال کر برف کے پانی سے دھویا پھر وہیں رکھ دیا اور پھر میرے دل کو نکالا اور اس کو دھویا اور اس میں جو سیاہ داغ تھا اس کو دور کیا۔

"اور اس کے بعد دل کو ویسے ہی رکھ دیا اور نور کی ایک مہر لگا دی گئی، اس کی خوشی، میں رگ و پے میں محسوس کرتا ہوں۔" (احمد و مسلم شرح مواہب)

ہجرت کے دوران:

غار ثور میں تین رات قیام کرنے کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبرؓ مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے، راستہ میں مقام "قدید" پر ایک خیمہ کے دروازے پر ام معبد کو دیکھا، یہ ضعیف خاتون مسافروں کی میزبانی کیا کرتی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس گئے اور ان سے دودھ طلب فرمایا، کہنے لگیں کہ قحط سالی کی وجہ سے کوئی چیز نہیں ہے، اس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خیمہ میں ایک طرف ایک کمزور بکری کو دیکھ کر فرمایا یہ کیا ہے؟ عرض کیا یہ بھوک اور کمزوری کی وجہ سے چل بھی نہیں سکتی، اس کے دودھ نہیں ہے، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دودھ دوہنے کی اجازت چاہی اور انہوں نے خوشی سے قبول کیا۔

اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا نام لے کر اس کے تھنوں کو ہاتھ لگایا تو وہ دودھ سے بھرے ہوئے تھے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ دوہنا شروع فرمایا جب برتن بھر گیا تو پہلے اہل خیمہ کو پلایا اور پھر دودھ دوہ کر خود پیا اور برتن بھر کر رکھ دیا پھر یہاں سے آگے روانہ ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چلے

جانے کے تھوڑی دیر بعد ابو معبد آئے تو برتنوں میں دودھ بھرا دیکھ کر بڑے حیران ہوئے۔ دریافت کرنے پر ام معبد نے کہا: "ایک نہایت مبارک مرد یہاں آئے تھے، ان کی باتیں میٹھی، روئے دلکش، زبان فصیح، بیان بلیغ، تھا" پھر انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و کمالات بیان کئے تو ابو معبد نے کہا: "واللہ وہ جوان قریشی ہے۔"

وقت آگیا ہے کہ:

غزوۂ خندق کے سلسلہ میں ڈاکٹر حمید اللہ صاحب اپنی کتاب "سیاسی وثیقہ جات" میں ابوسفیان کا ایک خط اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا جو جواب پیش کیا ہے وہ درج ذیل ہے:

"من جانب ابوسفیان بن حرب
خدمت محمد بن عبداللہ باسمک اللّٰھم

اپنے بتوں لات، عزیٰ، نائلہ اور ہبل کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے ہمراہ وہ بے کراں لشکر لے کر آرہا ہوں جو مدینہ کی اینٹ سے اینٹ بجا سکتا ہے۔

میں نے آپ کے حوصلے دیکھ لئے، مقابلہ کی تاب نہ لا کر شہر کے ارد گرد خندق کھدوائی، آپ تو یہ طریقہ جانتے نہ تھے۔

اگر اس مرتبہ ہم مدینہ سے ناکام واپس لوٹے تو جس طرح احد میں ہم نے آپ کو پامال کیا تھا اور آپ کے لشکریوں کی گرفت سے ہم اپنی عورتوں کو چالائے کسی وقت احد کی مانند پھر آپ کو نرغہ میں لے کر پیس دیں گے۔"

رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ خط پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعبؓ کو اپنے خیمے میں لے جاکر ان سے سنا اور یہ جواب لکھوایا:

"من جانب محمد رسول اللہ، بنام ابوسفیان بن حرب

واضح ہو تمہارا خط ملا، میں جانتا ہوں کہ تم سدا سے اللہ تعالیٰ کے خلاف غرور میں مبتلا ہو۔

یہ جو تم نے مدینہ پر ایسا حملہ کرنے کا ذکر کیا ہے جس میں تمہارے ہمراہ لشکر جرار ہوگا اور کہتے ہو کہ تمہاری فوج مدینہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دے گی تو یہ اللہ کی مرضی پر منحصر ہے، وہ اگر چاہے تو تم لوگوں سے لات و عزیٰ کا نام لینے کی طاقت سلب کر سکتا ہے۔

اور یہ جو تم نے لکھا ہے کہ مجھے خندق کھودنے کا طریقہ یاد نہ تھا تو یہ طریقہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اس وقت القا فرمایا جب تمہارا اور تمہارے ہمراہیوں کا غیظ و غضب یہاں تک آپہنچا کہ تم لوگ مدینے کی اینٹ سے اینٹ بجانے پر تل گئے۔

سنو! تمہاری خام امیدوں کا پورا ہونا تو کجا، وقت آگیا ہے کہ لات و عزیٰ و منات اور نائلہ ایک ایک کے ٹکڑے کر دیئے جائیں۔"

اس غزوہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی مجاہدوں کے ساتھ خندق کھودنے میں شریک تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دامن میں مٹی اٹھا اٹھا کر لاتے یہاں تک کہ مٹی نے شکم اطہر کی جلد ڈھانک دی تھی، اس وقت بھوک کے پیاسے مجاہدوں کو محنت و لگن سے کام کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

"لا عیش الا عیش الآخرہ،
اللھم ارحم الانصار والمھاجرہ"

"زندگی تو صرف آخرت ہی کی زندگی ہے، الٰہی انصار و مہاجرین پر رحم فرما۔"

اس وقت بھوک کی شدت کا یہ عالم تھا کہ شکم مبارک پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔

زہد و قناعت:

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ سے فرماتے ہیں:

"عائشہؓ! مجھے دنیا سے کیا کام، میرے بھائی اولوالعزم رسول تو اس سے بھی زیادہ حالت پر صبر کیا کرتے تھے، وہ اس چال پر چلے اور اللہ کے سامنے گئے، اللہ نے انہیں اپنے کرم سے نوازا اور انہیں پورا پورا ثواب دیا، اب اگر میں آسودگی کی زندگی پسند کرتا ہوں تو مجھے شرم آتی ہے کہ کل ان سے کم رہ جاؤں، دیکھ، مجھے تو جو چیز سب سے زیادہ پیاری ہے وہ یہ ہے کہ اپنے بھائیوں اور خلیلوں سے جاملوں۔"

ہجرت کے موقع پر:

ہجرت کے وقت رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا:

"آج کی رات تم میری جگہ میری سبز چادر اوڑھ کر لیٹ جاؤ اور اپنا دل قوی رکھنا وہ تمہارا کچھ نہ کر سکیں گے"

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام امانتیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھیں وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کیں تاکہ صبح ان کے مالکوں کو لوٹا دیں، بدوں کے یہ امین پیغام حق اور اقدار انسانی کے بھی سب سے بڑے امین ہیں۔

جب رات زیادہ بھیگ گئی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ یٰسین پڑھتے ہوئے گھر سے باہر تشریف لائے اور ایک مٹھی خاک اٹھا کر کافروں کے سروں پر ڈال دی جس سے ان کی آنکھوں پر پردے پڑ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے درمیان سے نکل گئے۔

حیات طیبہ کے آخری ایام میں:

اس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عالم تھا کہ اکثر بے ہوشی طاری ہو جاتی تھی، اس حال میں ایک بار ہوش آیا تو حضرت عائشہؓ سے دریافت فرمایا کہ ان دیناروں کا کیا ہوا؟ یہ وہ تھے کہ کہیں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ سرخ دینار آئے تھے، جن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کر دیا تھا مگر چھ سات یا آٹھ حضرت عائشہؓ کے پاس باقی تھے۔ اب جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں دریافت فرمایا تو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا: "میرے پاس باقی ہیں۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "صدقہ کر دو" اور پھر بے ہوش ہو گئے، جب ہوش آیا تو پھر دریافت فرمایا: عرض کیا گیا کہ موجود ہیں (وجہ یہ تھی کہ تیمارداری کی مشغولیت سے حضرت عائشہؓ صدقہ نہ کر سکیں تھیں)، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کے سپرد فرمایا کہ ان کو صدقہ

کردو، اور فرمایا:

"کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ گمان ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پاس اس حال میں جائیں کہ ان کے پاس یہ سب کچھ ہو؟"

نماز اور غلاموں سے حسن سلوک کی تاکید فرمانا:

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز اور غلاموں سے اس قدر محبت تھی کہ آخری لمحات میں بھی اپنی امت کو یہ تاکید فرماتے ہیں: "نماز اور غلاموں کا خیال رکھنا۔"

"اللہ! اللہ! تمہارے غلام، ان کو کپڑا پہناؤ، پیٹ بھر کھانا اور ان سے نرم بات کرو۔"

وصال سے پہلے:

وصال سے ایک دن قبل اپنے تمام غلاموں کو آزاد فرمادیا، ان کی تعداد چالیس بتائی جاتی ہے، کچھ دینار نقد موجود تھے انھیں صدقہ فرمانے کا حکم دیا، اپنے تمام اسلحہ جات مسلمانوں کو ہبہ فرمائے۔

اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری شب بھی اس حال میں گزری کہ گھر کے چراغ میں تیل تک نہ تھا جو پڑوسن سے عاریتاً منگوایا گیا، وصال کے وقت زبان مبارک پر یہ دعا تھی:

"اللّٰھم فی الرفیق الاعلیٰ"

"اے اللہ! بلند مرتبہ رفیقوں میں رکھنا۔"

اس کے ساتھ ہی روح مبارک عالم بالا کو پرواز کر گئی، دست مبارک نیچے گر گئے اور ہر طرف خوشبو کی ایک مہک پھیل گئی، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک موٹا تہبند باندھے ہوئے تھے اور ایک موٹی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔

شک وشبہ کے محل سے بھی بچنا:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان وعظمت ہے کہ آپ کی مبارک زندگی ہر شک وشبہ سے پاک ہے، آپ نے کبھی کسی کو شبہ کا موقع تک نہیں دیا۔

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں معتکف تھے کہ ازواج مطہرات میں سے حضرت صفیہؓ تشریف لائیں۔ جب وہ واپس جانے لگیں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ اب مسجد تک تشریف لائے کہ سامنے سے دو شخص آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ذرا ٹھہرو" اور پھر فرمایا: "یہ صفیہ ہیں۔"

اس پر انھوں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ! توبہ توبہ کیا ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کچھ گمان کر سکتے ہیں۔"

ارشاد فرمایا: "شیطان ابن آدم کے رگ وریشہ میں جائے خون کے دوڑتا ہے، مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں تمہارے دل میں کوئی وسوسہ نہ ڈال دے۔"

احترام رسول اقدس ﷺ:

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم جس بلند مقام پر فائز ہیں اس کا یہ تقاضا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے زیادہ ادب واحترام کیا جائے، پھر عشق ومحبت کا بھی تقاضا ہے کہ محبوب کا خوب ادب واحترام ہو، بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جو نام دل کو محبوب ہو وہ زبان پر گزرے اور محبت واحترام سے خالی ہو۔

ایک جلیل القدر محدثؒ سے کسی نے پوچھا آپ کو علم حدیث سے اس درجہ شوق کیوں ہے؟ فرمایا: "اس لئے کہ اس میں بار بار: "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کا جملہ آتا ہے اور اس طرح اس مبارک نام کے ذکر اور ان پر درود وصلوٰۃ عرض کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔

یہ پیش نظر رہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم احترام کرنے کی تاکید قرآن مجید سے بھی ثابت ہے۔ ایک مرتبہ بنی تمیم کا ایک وفد مدینہ منورہ آیا، اس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مکان میں تشریف رکھتے تھے، اب ان نادانوں نے دروازے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے لے کر پکارنا شروع کر دیا: "یامحمد! اخرج الینا" اس وقت اللہ تعالیٰ کو ان کا یہ فعل اس قدر ناگوار گزرا کہ ارشاد ہوا:

"ان الذین ینادونک...... لھم الخ"

(سورہ حجرات ٤،٥)

"اے نبی! جو لوگ حجروں کے باہر سے آپ کو پکارتے ہیں ان میں اکثر ایسے ہیں جن کو عقل نہیں ہے اور اگر یہ لوگ (ذرا) صبر (اور انتظار) کرتے یہاں تک کہ آپ خود باہر ان کے پاس آجاتے تو یہ ان کے لئے بہتر ہوتا۔"

اس کے ساتھ اس آیت مبارکہ سے پہلے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب واحترام کرنے کی اس طرح تاکید ہوئی ہے:

"یا یھا الذین امنو لاترفعوا اصواتکم...... لاتشعرون" (حجرات)

"اے ایمان والو! تم اپنی آوازوں کو پیغمبر کی آواز سے بلند مت کیا کرو اور نہ ان سے ایسے کھل کر بولا کرو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے سے کھل کر بولا کرتے ہو، کبھی تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔"

اس سے معلوم ہوا کہ رب کریم کو یہ بھی گوارا نہیں کہ کوئی اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے اونچی آواز سے بات کرے، پھر قرآن مجید سے یہ بھی ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس امتیاز تعظیمی کی شان کا نمونہ ہر جگہ قائم رکھا ہے۔ اس نے اپنے مقدس کلام میں اپنے نبیوں اور رسولوں کا نام لے کر پکارا ہے جیسے "یاداؤد، یازکریا" لیکن قرآن مجید میں ایک جگہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نام لے کر مخاطب نہیں کیا، بلکہ جہاں کہیں پکارا ہے تو صدائے تعظیم وتکریم سے پکارا ہے مثلاً:

"یاایھاالرسول یا یھاالمزمل، یا یھاالمدثر"

(باقی آئندہ)

ختم نبوۃ

نبوت کی تقسیم اور مرزا غلام احمد قادیانی

سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ

مولانا احمد سعید دہلویؒ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں آپ ایک عرصہ تک جمعیت علماء ہند کے ناظم اعلیٰ رہے، آپ خطابت کے عناصر اربعہ میں سے ایک تھے، کشف الرحمٰن کے نام سے بامحاورہ اردو میں قرآن پاک کی تفسیر لکھی، ساری زندگی آزادی ہند کے لئے انگریزوں کے خلاف جہاد میں گزار دی، اس میں نہ بکے اور نہ جھکے، ذیل میں آپ کی ایک تقریر جو مجلس احرار اسلام ہند کی دعوت پر آپ نے سیالکوٹ میں فرمائی، پیش کی جارہی ہے جو علوم و معارف کا سیل رواں ہے اور ختم نبوت کے محاذ پر مجلس احرار کو خراج تحسین بھی۔ خداوند قدوس مرحوم کی خدمات جلیلہ کو قبول فرماکر ان کے لئے کفارۂ سیات بنائیں۔ (آمین)

حضرات! سیالکوٹ کی تقریر کے بعد سے آج تک آواز مجروح ہے میں کوشش کروں گا کہ آپ تک اپنی آواز پہنچاسکوں۔ اگر آپ حضرات خاموشی کے ساتھ سنتے رہے تو مجھے خدا کے فضل سے توقع ہے کہ میں آپ تک اپنی آواز کے پہنچانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔

جناب صدر! میں تو پنجاب میں اس لئے آیا تھا کہ سیالکوٹ میں جو کچھ دیکھ چکا ہوں اس سے لوگوں کو مطلع کروں اور پنجاب کے مسلمانوں سے کہہ دوں کہ قومیں روز روز زندہ نہیں ہوا کرتیں۔ یہ وقت ہے اگر پنجاب کے مسلمان منظم ہو سکتے ہیں تو اس سے بہتر وقت نہیں آئے گا نہ معلوم کل کیا ہونے والا ہے۔ میں تو مباہلہ کانفرنس میں بھی اسی ایک خیال کو لے کر حاضر ہوا تھا لیکن یہاں آکر کچھ رنگ ہی اور دیکھا یہاں بقول مولانا ثناء اللہ صاحب نبوت تقسیم ہو رہی ہے اور وہ نبوت بھی کس کو دی جارہی ہے؟ مرزا غلام احمد (قادیانی) کو، بھلا صاحب ہماری یہاں کیسے گزر ہو سکتی ہے؟ کیا نبوت بھی کسی کو دی جاسکتی ہے اور وہ بھی جناب ختم المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد؟

یہاں تو عقیدہ یہ ہے۔

نیست خود بہ سمت کردم و بس منفعلم
زانکہ نسبت بہ سگ کوئے تو شد بے ادبی

یا ایک اور فارسی کے شاعر نے کہا ہے۔

پارہ ہائے دل صد پارہ بہم سے سازم
چوں شنیدم کہ سگ کوئے تو مہماں شدنی

ہمیں تو یہ کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے کہ ہم جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی گلی کے کتے ہیں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ ان کی گلی کے کتے بھی ہم سے اچھے ہیں، وہ قریب ہیں ہم بعید ہیں۔

دہلی کی مثل:

حضرات! دہلی والے کہتے ہیں کہ دور کا بیٹا، بیٹی اور پاس کا کتا بھی برابر نہیں ہوتا۔ مدینہ منورہ کی گلیوں کے کتوں کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ مدینہ کے کتے ہیں اور ہم اس شرف قرب سے محروم ہیں۔ دہلی کے ایک بزرگ مولانا پیدار خان صاحب بیان کیا کرتے تھے کہ انہوں نے مدینہ منورہ میں ایک قبر پر لکھا ہوا دیکھا تھا:

"یہ قبر مسجد نبوی ﷺ کے احاطہ کے باہر ہے، لیکن گنبد خضرا میں آرام کرنے والوں کے بائیں جانب کی جو دیوار ہے اس کے نیچے ہی یہ قبر تھی۔ اس قبر کے سرہانے ایک پتھر پر لکھا ہوا تھا: "ثلثة رابعهم كلبهم"۔

اللہ بخشے مولانا پیدار خان صاحب کا وعظ سنا ہے۔ یہ بزرگ مولانا قطب الدین خان صاحب دہلوی کے شاگرد تھے، ان کو وفات پائے بھی تیس سال سے زیادہ گزرے، یہ کہا کرتے تھے، اس قبر کو دیکھ کر تمنا ہوئی تھی کہ میں یہاں مدفون ہوتا۔

بھائیو! یہاں آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کا کتا بننے کی تمنا ہے، اگر سرکار اپنا کتا فرمادیں تو ہمارے نزدیک دونوں جہاں کی نعمتوں سے بہتر ہے، لیکن ایک غلام احمد (قادیانی) کا دل گردہ ہے کہ وہ نبی بننا چاہتا ہے۔

شیطان اور فرعون کا قصہ:

میں نے قصص کی بعض کتابوں میں دیکھا ہے کہ ایک دفعہ شیطان نے فرعون سے ملاقات کر کے کہا کہ تو خدائی کا دعویٰ کرتا ہے، میں تو ہزاروں برس سے بندہ بننے کی کوشش کر رہا ہوں، لیکن حضرت حق مجھ کو اپنا بندہ کہنے کو تیار نہیں۔ بھلا تیرے اس دعوے کو کیسے قبول فرما سکتے ہیں؟ فرعون اس پر کچھ شرمندہ ہوا اور چاہتا تھا کہ اپنے دعویٰ کو واپس لے لے، لیکن شیطان نے پھر یہ کہہ کر جمادیا کہ اب جو کچھ ہو گیا وہ ہو گیا، اب اپنے دعوے سے رجوع کرنا اور زیادہ بے عزتی کی بات ہوگی، ہم اپنے کو کتا کہلوانے کی کوشش کر رہے ہیں اور نہیں کہہ سکتے کہ دربار رسالت سے سگ درگاہ کا لقب بھی ملتا ہے یا نہیں؟ لیکن غلام احمد اپنے کو نبی کہلوانا چاہتا ہے اور نہیں سمجھتا کہ وہ کس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا ارتکاب کر رہا ہے۔

نبوت کا دعویٰ خاتم المرسلین کی توہین:

حضرات! آپ کو معلوم ہے کہ دنیا ابتدائے آفرینش سے ارتقائی منازل طے کر رہی ہے، جس طرح مادی ترقی ہو رہی ہے، اسی طرح روحانی ہدایت بھی پوری قوت کے ساتھ رہنمائی کر رہی ہے، اس آخری دور میں ہدایت اپنی انتہائی منزل پر پہنچنے والی تھی، اسی لئے آخر زمانہ میں اس پیغمبر علیہ السلام کو بھیجا گیا جو تمام روحانی قوتوں کا مالک تھا، سب سے آخر میں سب سے بڑا انجینئر آیا کرتا ہے، برادری میں کوئی روٹھ جائے تو سب سے بڑے کو آخر میں منانے کے لئے بھیج کر یہی ظاہر کرنا مقصود تھا کہ ان سے بڑا کوئی نہیں۔ ان کے بعد یا شفا ہے یا موت۔ تعمیر کی تکمیل ہے یا بربادی ان کے بعد روٹھے ہوؤں کو من جانا ہے یا ہمیشہ کے لئے برادری سے خارج ہو جانا، ان کی شخصیت ابراہیم اور سلیمان علیہما السلام جیسی نہیں ہے، یہ تو آخری پیام ہیں جو قبول کرتا ہے، قبول کرے ورنہ جہنم کا راستہ اختیار کرے۔ ان کے بعد کسی حیثیت سے بھی نبی کا آنا ان کی کھلی ہوئی توہین ہے۔

غلام احمد نے اسلام کی بنیادیں ہلا دیں:

حضرات! مرزا صاحب علیہ ماعلیہ نے ایسا اقدام کیا ہے جس سے اسلام کی بنیادیں ہل گئی ہیں۔ لوگ ولی بنے، غوث بنے، قطب اور ابدال بنے لیکن آج تک کسی کی یہ ہمت نہ ہوئی کہ نبوت کا تصور بھی کرتا۔ ختم نبوت پر اتنے صریح اور واضح دلائل موجود تھے کہ کسی کذاب سے کذاب کی یہ جرأت نہ ہوئی کہ حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا ادعا کرتا مگر غلام احمد اور اس کے "سعادت مند برخوردار" کی حیرت انگیز جرأت ملاحظہ کیجئے کہ ان کو لفظ نبی اور رسول کا استعمال کرتے ہوئے ذرا سی شرم بھی محسوس نہیں ہوتی، تمام اصطلاحیں وہی استعمال کر رہے ہیں جو حضور کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے زمانہ میں بولی جاتی تھیں، مثلاً صحابی، عشرہ مبشرہ، مدینۃ المسیح وغیرہ وغیرہ۔

چوٹی بھی کٹے مجھے گھی سے کھاؤ:

اور تو اور وہ مرزا صاحب کی بیوی کا قصہ سنئے۔ مرزا صاحب کو دہلی کی لڑکی بیاہی ہوئی تھی، یہ لڑکی خواجہ میر درد کے گھرانے کی ہے اور میرے محلے کی ہے، اب تک میرے مکان کے قریب بارہ دری میر درد کے نام سے گلی مشہور ہے، یہ لڑکی بارہ دری کی تھی جو ایک دفعہ اپنے میکے گئی اور جہاں تک مجھے یاد ہے مرزا صاحب کے مرنے کے بعد کا واقعہ ہے۔ جب بیگم صاحبہ دہلی گئیں تو پاس پڑوس کی عورتیں ملنے آئیں، کسی نے کہا کہو اچھی ہو؟ مرزا صاحب کیسے بیمار ہوئے تھے؟ تمہاری سوکن کا کیا حال ہے؟ کسی نے بیگم کہا کسی نے نام لیا، کسی نے مرزا کی دلہن کہا، جب یہ عورتیں ان کو خطاب کر رہی تھیں تو ایک دفعہ ہی بیگم صاحبہ بولیں مجھے ام المومنین کہو، اگر ام المومنین نہ کہو گی تو گنہگار ہو گی۔ اول اول تو دہلی کی عورتیں سمجھی نہیں کہ ام المومنین کیا ہے، کسی نے پوچھا کہ یہ کوئی پنجابی بولی ہے؟ کسی نے کہا کیا قادیان میں دلہنوں کو ام المومنین کہا کرتے ہیں؟ جب عورتوں نے زیادہ اصرار کیا کہ اچھی یہ ام المومنین کیا ہے تو مرزا صاحب کی اہلیہ محترمہ اس کی تشریح کرنے بیٹھیں کہ جو اپنے نبی کی بیوی کا لقب ہوتا ہے۔ جیسے وہ اللہ کے نبی تھے تو میں ان کے نکاح میں گئی تو میں ام المومنین ہوئی۔ عورتیں پھر بھی نہ سمجھیں کہ کون نبی؟ کیا نبی؟ آخر مزید گفت و شنید کے بعد عورتوں کی سمجھ میں آیا کہ یہ اپنے خاوند کو اللہ کا رسول کہتی ہے اور خاتم النبیین کے بعد کسی نئے نبی کا نام لیتی ہے اور اپنے کو ازواج مطہرات میں سے شمار کرتی ہے، پھر تو عورتوں نے ان بیگم صاحبہ کو ایسے آڑے ہاتھوں لیا کہ خدا کی پناہ، سینکڑوں گالیاں تو انہوں نے مرزا صاحب کو سنائیں اور ان سے کہا خبردار! یہ باتیں جا کر قادیان میں کرنا، بارہ دری میں اس قسم کا کفر بکا تو چوٹی کا ایک ایک بال الگ کر دیا جائے گا۔

بھائیو! خلیفہ اول و دوم کی اصلاح سے تو زیادہ تعجب انگیز یہ چیز ہے کہ مرزا کی عورتیں اپنے کو ام المومنین کہلاتی ہیں۔

تیر بر معصوم مے بارد خبیث بد گہر
آسماں رائے زد گر سنگ بارد بر زمین

اس بد قسمت گروہ نے نبوت کو کس قدر ذلیل کیا ہے اور کیسا غلط دروازہ کھولا ہے کہ جس کا انسداد قیامت تک ملت اسلامیہ کے لئے مشکل ہو گیا ہے، گویا معاذاللہ نبوت بھی ایسی چیز ہے جس کا دعویٰ کیا جا سکتا ہے۔

سیاسی نقصان:

خیر حضرات! میں نے عرض کیا تھا کہ میں تو ان ہفوات سے کوئی تعلق نہیں رکھتا اور نہ مجھے ان باتوں سے کوئی دلچسپی ہے۔ اگر آپ اس گروہ کو فنا کرنا چاہتے ہیں تو اس کے اسباب پیدا کیجئے، اچھے ہوشیار مبلغین کی خدمات حاصل کیجئے، پورے طور پر پروپیگنڈہ کیجئے، خدا کی امداد آپ کے ساتھ ہو گی۔ باطل کی جڑیں کھوکھلی ہو چکی ہیں، مرزا کی موت اور وہ بھی مولانا ثناء اللہ صاحب کے مقابلہ میں ایک عبرت انگیز چیز ہے جس نے باطل کے قلعہ کو تو مسمار کر دیا ہے اب جو کچھ رہ گیا ہے وہ غلط بنیادوں پر کچی عمارت ہے۔ اب دلائل کا جہاں تک تعلق ہے مرزا کی مرزائی ختم ہو چکی ہے۔ اب تو جو کچھ ہو رہا ہے وہ گورنمنٹ کے سہارے ہو رہا ہے۔ بڑے بڑے عہدے ان کو گورنمنٹ دے رہی ہے اور اپنے ماتحتوں کو اپنے اثر سے قادیانی بنا رہی ہے۔ خود دہلی میں ایسے بکثرت واقعات ہیں کہ لوگوں نے محض اپنے اغراض کے لئے قادیانیت کو قبول کیا ہے، قادیانی بن کر مقدمات میں کامیابی حاصل کی ہے، قادیانی بن کر ملازمت حاصل کی ہے، یہ سب کچھ ہو رہا ہے لیکن یہ دیرپا نہیں ہے۔

حضرات! جس طرح یہ فرقہ مذہبی حیثیت

ختم نبوۃ

سے مسلمانوں کا دشمن ہے اسی طرح سیاسی حیثیت سے بھی اس کا وجود سخت نقصان دہ ہے۔ انگریزوں کے وفادار اور بھی بہت ہیں۔ ہندوستان میں غداران وطن اور حکومت کے خوشامدیوں کی کچھ کمی نہیں ہے۔ ایک سے ایک ملت فروش پڑا ہوا ہے، لیکن آج تک بیعت کی شرط کسی نے نہیں لگائی کہ حکومت کی وفاداری میری بیعت کی شرط ہے۔ کسی نے آج تک الماریاں کی الماریاں ایسی تصنیف سے نہیں بھریں جس میں حکومت کی وفاداری کا درس دیا گیا ہو۔ ان ظالموں نے تو گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری کو جزو ایمان قرار دیا ہے۔ اپنے مطلب کے لئے سب وفاداری کرتے ہیں لیکن ان کے نزدیک تو مسیح موعود پر ایمان لانے کی شرط ہی یہ ہے کہ گورنمنٹ کی وفاداری کا اعتراف و اقرار کرو، یہ تو ایمان کے پردے میں اینگلو انڈین بناتے ہیں۔ انگریز کی ہمدردی ان کے ساتھ ہے۔ احمدیہ (قادیانی) انگریز کے جاں نثار ہیں۔ آج یہ کشمیر کے مسلمانوں کی ہمدردی میں اٹھے ہیں۔ لیکن ان کو مسلمانوں کی ہمدردی سے دور کا واسطہ بھی نہیں ہے، یہ مسلمان کو مسلمان تو سمجھتے ہی نہیں یہ کمبخت ان سے ہمدردی کیا کریں گے؟ میں نے سیالکوٹ میں بھی عرض کیا تھا کہ ان انگریزی نبوت پر ایمان لانے والوں سے دریافت کرو کہ مظلومین پشاور کے متعلق جناب کی رائے کیا ہے؟ اس وقت مرزا محمود خلیفہ ثانی کہاں تشریف لے گئے تھے؟ یہ برطانوی نبی کے برطانوی خلیفہ اور انگریزی روحانیت کے تاجدار پشاور کی گولیوں کے وقت کیا عالم ملکوت میں تشریف فرماتے تھے؟

کشمیری مظالم:

حضرات! اس سے انکار نہیں کہ کشمیری مسلمانوں پر انتہائی مظالم ہوئے ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ اب دنیا میں انقلاب ہو رہا ہے۔ آج کسی قوم کو دوسری قوم پر حکومت کرنے کا حق نہیں ہے۔ طرز حکومت بدل رہا ہے، ہر شخص آزادی کا خواہشمند ہے، یہ میں نہیں کہتا کہ یہ جذبہ غلط ہے یا صحیح؟ بہر حال دنیا کی تمام قوموں میں یہ جذبہ موجود ہے، آج تو وہ زمانہ ہے کہ عرب کے مسلمان مصطفیٰ کمال کی سیادت قبول کرنے کو تیار نہیں ہیں، حالانکہ کمال کے باپ دادا نے صدہا برس حرمین کی جاروب کشی کی ہے، میں یہ دیکھتا ہوں کہ یہ آزادی کا جذبہ جانوروں تک میں موجود ہے۔ آپ ایک جانور کو پنجرے میں بند کر کے دیکھ لیجئے، چونچیں مار مار کر اپنے سر کو زخمی کر لے گا، جب یہ آزادی کا جذبہ جانوروں میں کارفرما ہے تو پھر انسان کا کیا کہنا ہے؟ میں کشمیری مسلمانوں کے اس جذبے کی قدر کرتا ہوں کہ وہ ڈوگرہ شاہی کی حکومت قبول کرنے کو آمادہ نہیں ہیں، اگر ہمیں اس جذبے سے اتفاق نہ ہوتا تو آج احرار اسلام کے ارکان کیوں کشمیری مسلمانوں کی حمایت کرتے اور کیوں بڑی سے بڑی قربانی کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں؟

مجلس احرار اسلام پنجاب:

معزز دوستو! آپ کی مجلس نے اس وقت جو خدمات انجام دی ہیں ان کی تعریف نہیں کی جا سکتی، اگر احرار درمیان میں نہ آجاتے تو قادیانی پارٹی نے ریاست کشمیر اور مسلمانان کشمیر کو کبھی کا ختم کر دیا ہوتا۔ قادیانی جماعت کا آنا مسلمانوں کی صحیح خدمت کرنا نہیں بلکہ ان کا مطلب تو صرف یہ ہے کہ کشمیر پر انگریزوں کا قبضہ کرا دیں اور وہاں کے مسلمانوں کو انگریزی نبی کا حلقہ بگوش بنا دیں تاکہ آئندہ ہندوستان میں ایک قادیانی ریاست قائم ہو سکے لیکن احرار کا منشاء یہ ہے کہ مسلمانوں کو مسلمان رکھا جائے اور ان کو مہاراجہ کشمیر کی مطلق العنانی اور اندھیر گردی سے نجات دلا دی جائے اور یہ جب ہو سکتا ہے کہ اس موقع پر احرار کے جھنڈے کے نیچے سب کو جمع کر لیا جائے۔ میں کہتا ہوں کہ وقت نازک آرہا ہے، ہندوستان کے ذرے ذرے اور کونے کونے سے انقلاب کی آوازیں بلند ہو رہی ہیں، اگر پنجاب کا مسلمان زندہ ہوا ہے تو اس کی زندگی سے فائدہ اٹھاؤ۔

جہلم میں سرفروشوں کا اجتماع:

مسلمان جب اٹھتا ہے تو سرفروشی کرتا ہوا اٹھتا ہے، مجلس احرار نے سرفروشی کر کے ہزاروں سرفروشوں کی تعداد پیدا کر دی ہے۔ کشمیر کے مہاراجہ سمجھے تھے کہ کسی بے گناہ کے خون سے کھیلنا آسان ہے، وہ مرزا محمود کی طاقت کو جانتے تھے وہ سمجھتے تھے کہ بہت سے بہت یہ ہوگا کہ خلیفہ قادیان کوئی پیشگوئی کر دیں گے یا اپنے باوا کا کوئی الہام شائع کر دیں گے جیسے روس اور افغانستان کے انقلاب پر ان کا طرز عمل رہا ہے، لیکن ان کو یہ خبر نہ تھی کہ کشمیر کے بے گناہ مسلمانوں کا خون پنجاب کے گلی کوچوں میں ہزاروں سرفروش پیدا کر دے گا، یتیموں کی آہیں اور بیواؤں کی صدائیں پنجاب کے ہر شہر اور قصبے میں آفت ڈھا دیں گی۔

من قاش فروشی دل صد پارہ خویشم:

جہلم کے سرفروشوں نے مجھے بھی دعوتی خط بھیجا ہے، پنجاب کے پچاس ہزار سرفروش جمع ہو رہے ہیں۔ بھائیو! میں تو اس دعوت نامہ کو پڑھ کر گھبرا گیا، میں نے ان کو لکھا کہ میں جہلم نہیں آسکتا، وہاں تو وہی شخص آسکتا ہے جو سرفروش ہو، میں تو دل فروش ہوں، اگر کوئی دل فروشوں کا اجتماع ہو تو فقیر کو بھی یاد کر لینا۔

صاحبو! خدا کا شکر ہے کہ برسوں کے بعد سرفروشی کا لفظ تو سننے میں آیا اگرچہ قبل از وقت ہے۔ زندگی اور حیات کے شوق میں کوئی ایسی حرکت نہ کر بیٹھنا کہ پھر کچھ دنوں کے لئے دھکیل دیئے جاؤ، عدم تشدد پر قائم رہتے ہوئے ہر قدم اٹھانا چاہئے، آہستہ چلنا اس تیز گامی سے بدرجہا بہتر ہے جس میں آدمی لنگڑا ہو کر بیکار ہو جائے، میں مجلس احرار کے ارکان

سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ مسلمانوں کو منظم کیجئے لیکن کسی دہکتی ہوئی آگ میں نہ کود پڑیئے، کشمیر کے بے گناہ مسلمانوں کے خون کا یہ کچھ کم فائدہ نہیں ہے کہ پنجاب کا مسلمان منظم ہو جائے۔

کشمیری مسلمان کے مطالبات :

معزز حاضرین! مجلس احرار کے معزز ارکان کی سرفروشیوں کا خلاصہ ہے کہ آج کشمیری مسلمانوں کے مطالبات حکومت کشمیر کے روبرو پیش ہیں۔ آپ کے نزدیک مطالبات بہت نرم ہیں مگر میں عرض کرتا ہوں کہ حکومت کشمیر منظور کرلے تو بہت ہیں اور اگر نہ مانے تو کچھ بھی نہیں ہیں۔ وفد احرار کے خلاف جو سازشیں ہو رہی ہیں، ان سے میں غافل نہیں ہوں، مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ کی دفعہ ۱۴۴ اس سازش کا ایک ادنیٰ کرشمہ اور مرزا محمود کی زندہ کرامت ہے کیونکہ نہ ہو آخر ایک نبی کا بیٹا ہے، خواہ وہ جھوٹے ہی نبی کا سہی۔ لیکن جس کے باپ کی بددعا سے سینکڑوں انسان موت کے گھاٹ اتر چکے ہوں، حتیٰ کہ خود بھی اپنی بددعا سے مرا ہو، کیا اس کے بیٹے میں اتنی بھی کرامت نہ ہوگی کہ ایک سید پر اس کی بددعا سے دو مقدمے ۱۴۴ کے چل جائیں اور کیا اس کی بددعا میں اتنا بھی اثر نہ ہوگا کہ وفد احرار کو کشمیر سے رخصت کر دیا جائے اور معاملہ گورنمنٹی وفد سے کیا جائے۔

دکھ بھریں بی فاختہ، کوے انڈے کھائیں :

پٹے جائیں احراری، نیزے کھائیں احراری، ڈوگروں کی ٹھوکریں کھائیں احراری، غرض ہر قسم کی مصیبتیں برداشت کرنے کے لئے تو احراری لیکن مصالحت و مفاہمت کے ذمہ دار قادیانی، گورنمنٹ کی ہمدردی کے مستحق قادیانی، ملازمت اور وزارت کے احقدار قادیانی!

حضرات! یہ کوئی نئی بات نہیں ہے، اس پر بھی احراریوں کو تعجب نہ ہونا چاہئے، شیر کا پس خوردہ ہمیشہ گیدڑ اور لومڑیاں ہی کھایا کرتی ہیں۔ ہمارا مطلب یہ ہے کہ مسلمانان کشمیر کو حقوق مل جائیں، ان کے مطالبات پورے ہو جائیں، ان کو ذمہ داری اسمبلی مل جائے، اس سلسلے میں اگر مرزا محمود اور ان کی حمایتی گورنمنٹ کا بھی کچھ مقصد پورا ہوتا ہو تو ہو جائے ہم کیا کریں؟ اس کی ذمہ داری حکومت کشمیر پر اور ہندو اخبارات ہی پر عائد ہوتی ہے۔ احراری اس کے ذمہ دار نہیں ہیں، اگر مہاراجہ اس معاملے کو طول نہ دیتے تو یہ نوبت کیوں آتی؟ اگر ابتداہی میں مسلم رعایا کو خوش کر دیتے یا پنجاب کے ہندو اخبارات کو غلط امیدیں نہ دلاتے یا ایک اور بزرگ کی آرزو پوری کر دیتے تو شاید یہاں تک نوبت نہ پہنچتی۔ بہر حال اب مطالبات پیش ہو چکے ہیں اور دیکھنا ہے کہ مہاراجہ کا حسن تدبر کہاں تک ان کی صحیح رہنمائی کرتا ہے۔

کانگریس کے مخالف اور کشمیر کے حامی :

حضرات! اس سلسلے میں مجھے ایک دلچسپ سوال بھی کرنا ہے، یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ کشمیر میں جو جھگڑا ہو رہا ہے وہ حقوق کا ہے، وہاں کی رعایا اپنی حکومت سے حقوق طلب کر رہی ہے۔ وہاں کوئی فرقہ وارانہ جھگڑا نہیں ہے، اس حقوق طلبی کا احساس خواہ باہر کے لوگوں نے پیدا کیا ہو یا خود وہاں کی مظلوم رعایا کے قلوب میں روز بروز کے مظالم سے تنگ آکر بیدار ہوا ہو۔ بہر حال جھگڑا حقوق کا ہے، حکومت ڈوگروں کی ہے اور رعایا کی اکثریت مسلمانوں کی ہے، بالکل کشمیر کے مسلمانوں کی وہی پوزیشن ہے جو برطانوی حکومت میں انڈین نیشنل کانگریس کی ہے۔ کانگریس بھی انگریزوں سے ذمہ داری حکومت کا مطالبہ کرتی ہے، انگریز حکومت پس و پیش کرتی ہے۔ کانگریس سول نافرمانی کرتی ہے، حکومت گرفتار کرتی ہے، لاٹھیاں مارتی ہے، پشاور میں سینکڑوں بے گناہوں گولی کا نشانہ بناتی ہے، عورتوں کو جلوس نکلتا ہے تو پولیس گرفتار کرتی ہے، دو چار واقعات لاٹھی چارج کے بھی ہوئے ہیں جن میں عورتوں کو تکلیف پہنچائی گئی لیکن یہی لوگ جو آج کشمیری مسلمانوں، کی حمایت کر رہے ہیں کانگریس کی مخالفت کرتے ہیں، عورتوں کا مذاق اڑاتے ہیں، پولیس کی امداد کرتے ہیں، ہڑتال ہوتی ہے تو یہ لوگ دکانیں کھولے بیٹھے رہتے ہیں، جن لوگوں نے ہندو عورتوں کا مذاق اڑایا میں ان سے دریافت کرتا ہوں کہ ان مسلم خواتین کے متعلق جناب کا فتویٰ کیا ہے؟ جو کشمیر میں جلوس بنا کر نکلیں، جو لوگ باوجود اس ظلم و ستم کے حکومت کشمیر کی حمایت کر رہے ہیں، ان کے متعلق تو آپ کی رائے ظاہر ہے، لیکن جو لوگ گول میز کانفرنس میں جاکر حکومت کی حمایت کر رہے ہیں، ان کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ یہ عجب ستم ظریفی ہے کہ ایک طرف مسلمانان کشمیر کی آزادی کے لئے جدوجہد کی جا رہی ہے اور دوسری طرف اپنی آزادی کی مخالفت پر کمربستہ ہیں۔

حضرات! مجھے تو ان لوگوں پر سخت حیرت ہے، میں آپ ہی سے دریافت کرتا ہوں کہ آخر ان حضرات کے متعلق کیا رائے قائم کی جائے اور ان کی دیانت کا کس طرح یقین کیا جائے جو آج کشمیر کے معاملے میں تو پیش پیش ہیں لیکن کانگریس کے معاملہ میں گالیاں دے رہے تھے؟ اگر کشمیر کی رعایا کو یہ فطری حق ہے کہ وہ ایک مستبد حکومت سے آزادی حاصل کرے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہندوستان کی تحریک آزادی کی موافقت نہ کی جائے اور اس میں کوئی حصہ نہ لیا جائے۔ بہر حال میں خوش ہوں کہ آزادی کے دشمنوں کو آزادی کا خیال تو آیا جو آج کشمیر کے لئے آزادی طلب کر رہے ہیں۔ شاید کل ہندوستان کی حمایت میں بھی آواز بلند کریں۔

(ماخوذ تقاریر مولانا احمد سعید دہلویؒ)

ختم نبوۃ

مولانا نذیر احمد تونسوی

رفیق نبوت، خلیفہ رسول

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

نام ونسب :

یار غار و مزار، وفادار نبوت، رفیق ولئیق و عتیق محافظ ختم نبوت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اصل نام عبداللہ ہے۔ لقب صدیق و عتیق ہے، کنیت ابوبکر ہے۔ والد کا نام عثمان اور کنیت ابو قحافہ ہے، والدہ محترمہ کا نام سلمیٰؓ اور کنیت ام الخیر ہے۔ ساتویں پشت میں شجرۂ نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔ عمر میں تقریباً اڑھائی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چھوٹے ہیں۔ بڑے نرم دل اور بردبار تھے۔ خود بھی صحابیؓ والدین بھی صحابیؓ اور اولاد کے صحابیؓ ہونے کا شرف بھی آپ رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے۔

قبول اسلام سے قبل :

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام سے قبل بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دوستانہ مراسم تھے، بعد ازاں یہ مراسم اتنے بڑھے کہ ام المومنین سیدہ طیبہ، طاہرہ پیغمبر اسلام کی رفیقہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حبیبہ، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ ہمارے گھر تشریف نہ لاتے ہوں۔

جب رحمت کائنات، فخر موجودات، منبع فیوضات، باعث تخلیق کائنات، احمد مصطفیٰ محمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت و رسالت فرمایا تو رفیق نبوت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تجارت کی غرض سے مکہ مکرمہ سے باہر گئے ہوئے تھے۔ سفر سے واپسی پر جب قریش کے سرداروں سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ ابو طالب کے یتیم بھتیجے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا ہے۔ یہ سن کر آپ کا دل بے قرار ہو گیا اور آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کے لئے تشریف لائے۔

اور سب سے پہلا سوال آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بعثت کے متعلق کیا، جواب سنتے ہی فوراً اسی مجلس میں بلا چوں وچرا گردن جھکا دی اور مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ چنانچہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے جس کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی۔ اس نے تھوڑی بہت جھجک، کوئی مطالبہ، کچھ مہلت ضرور طلب کی لیکن ابوبکر صدیقؓ بلا جھجک غیر مشروط طور پر مسلمان ہوئے۔

قبول اسلام کے بعد حق رفاقت :

قبول اسلام کے بعد دن رات تبلیغ اسلام اور خدمت اسلام میں مصروف ہو گئے کاروبار مال و زر، سارا گھر خدمت اسلام کے لئے قربان کر دیا۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب صدیق اکبرؓ مسلمان ہوئے تو مال تجارت میں پھیلی ہوئی رقم کے علاوہ چالیس ہزار درہم آپ کے پاس نقد موجود تھے جو اشاعت اسلام اور اعلائے کلمۃ الحق کے لئے قربان کر دیئے۔

تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں ہر مرحلے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ایام حج میں مختلف اطراف سے آئے ہوئے افراد کو جب رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم دعوت اسلام دیتے تو صدیق اکبرؓ آپؐ کے ساتھ ہوتے، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور اسلام کا بہترین انداز میں لوگوں سے تعارف کراتے، اس طرح ہزاروں افراد تعلیمات اسلامی سے روشناس ہوئے اور سینکڑوں افراد نے اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل کیا، جن میں بڑے بڑے صحابہ کرامؓ بھی شامل ہیں۔

مؤذن رسول حضرت بلال حبشیؓ، عامر بن فہیرہؓ وغیرہ جیسے کمزور، اور جرم بے گناہی میں کفار مکہ کے مظالم کی چکی میں پسنے والے متعدد افراد کو خرید کر آزاد کیا، اور انہیں ہمیشہ کے لئے طوق غلامی سے نجات دلائی، آپ کے اسی ایثار اور خدمت اسلام کے پیش نظر ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ :

"بلاشبہ دوستی اور مالی قربانی کے سلسلہ میں میرے اوپر لوگوں میں سب سے زیادہ احسان ابوبکر صدیقؓ کا ہے۔"

مسجد نبوی کی زمین جو دو یتیم انصاری بچوں کی ملکیت تھی، انہوں نے از خود ہبہ کرنا چاہی لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خرید نے کا ارادہ فرمایا، تو اس کی ساری رقم سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے ادا کی۔

ہجرت کے موقع پر آپ کے گھر میں

تقریباً پانچ ہزار درہم نقد موجود تھے، وہ تمام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخراجات کے لئے ساتھ لئے اور ایک پیسہ بھی گھر میں نہ رکھا۔ اسی طرح غزوۂ تبوک کے موقع پر جب رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کی تیاری کے لئے چندہ کی اپیل کی تو سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے سارا گھر پیش کردیا۔

آنحضرتؐ کے دست راست :

الغرض سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام معاملات میں سرور کائنات کے دست راست اور مشیر خاص رہے، اگرچہ حیثیتیں مختلف رہیں مثلاً میدان کارزار میں وہ جانباز سپاہی کی حیثیت سے نظر آئیں گے۔ مشورہ کے وقت اعلیٰ درجہ کے مشیر با تدبیر نظر آتے ہیں۔ نامساعد حالات میں وہ پتھر کی چٹان کی طرح مضبوط نظر آتے ہیں۔

سازگار حالات میں ان سے زیادہ رحیم و کریم کوئی نظر نہیں آتا۔ عابد ان نصف شب میں پوری امت میں ان سے بڑا عابد و زاہد اور شب زندہ دار کوئی نہیں گزرا، دن کے وقت وہ صائم النہار نظر آئیں گے غیر مسلم انگریز مؤرخین بھی آپؓ کی ان خوبیوں کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

آپ صحابہ کرامؓ میں سب سے زیادہ بہادر تھے، غزوۂ بدر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا شرف بھی آپ کو حاصل ہوا، اور غزوۂ احد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرنے والوں میں صدیق اکبرؓ پیش پیش تھے۔ آپ نے تمام غزوات میں اپنی دلیری، جرأت و بہادری اور تلوار کے خوب جوہر دکھائے۔ کفار اور منکرین ختم نبوت کے چھکے چھڑادیئے۔

تمام صحابہؓ میں ممتاز :

جس حیثیت سے بھی دیکھیں حضرت ابوبکر صدیقؓ تمام صحابہ کرامؓ اور امت میں ممتاز نظر آتے ہیں۔ جیسے پھول کسی کے پھول تو سارے ہی خوشنما اور دلربا ہوتے ہیں، مگر گلاب کی بات ہی کچھ اور ہے، دھاتیں تو ساری ہی کام کی ہیں مگر سونے کی بات ہی کچھ اور ہے۔ موتی تو سارے ہی قیمتی ہیں مگر زمرد اور یاقوت کی بات ہی کچھ اور ہے، دن تو سارے ہی اللہ کے ہیں مگر جمعۃ المبارک کی بات ہی کچھ اور ہے۔ راتیں تو ساری ہی قیمتی ہیں مگر لیلۃ القدر کی بات ہی کچھ اور ہے انبیاً تو سارے ہی محترم ہیں، مگر سرور انبیاً کی بات ہی کچھ اور ہے اسی طرح صحابہؓ تو سارے ہی آسمان رشد و ہدایت کے ستارے ہیں، مگر ابوبکر صدیقؓ کی بات ہی کچھ اور ہے۔

سیدنا صدیق اکبرؓ کا ایمان باکمال ہے، ان کی سخاوت بے نظیر و بے مثال ہے، ان کی خلافت کا زمانہ چند ماہ اور دو سال ہے، مگر فتوحات سے مالا مال ہے ان کا عشق رسول لازوال ہے۔ ثانی اثنین، ان کا اللہ کی طرف سے عطا کردہ خطاب ہے، ان کا ایک ایک کارنامہ لاجواب ہے۔

صدیق اکبرؓ نے اسلام کے خلاف سر اٹھانے والے تمام فتنوں کی سرکوبی کی :

صدیق اکبرؓ نے خلافت جیسا غیر معمولی منصب سنبھال کر اسلام کے خلاف سر اٹھانے والے تمام فتنوں کو تھوڑے سے عرصے میں پیوند خاک کردیا، منکرین زکوٰۃ کا فتنہ مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کے لئے تیار ہوگیا تھا۔ خلیفہ رسول سیدنا ابوبکر صدیق نے بڑی جرأت و بہادری سے اس فتنہ کی سرکوبی کرکے اسے ختم کیا منکرین ختم نبوت، اسود عنسی، مسیلمہ کذاب، طلیحہ اسدی اور سجاح بنت حارث وغیرہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت سے بغاوت کرکے اسلام کے خلاف ایک مضبوط محاذ کھول دیا تھا، ان حالات میں یہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی ذات گرامی تھی، جنھوں نے تمام فتنوں کے اندھیروں کا پردہ چاک کیا اور خداداد صلاحیت، عزم و استقلال اور اپنی روشن فکر سے وہ کارنامے انجام دیئے جو تاریخ اسلام کی پیشانی کا نور، مسلمانوں کے دلوں کا سرور اور قوت ایمانی سے بھرپور ہیں۔

وفات :

سیدنا صدیق اکبرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریباً ڈھائی سال چھوٹے تھے اور ڈھائی سال تک خلافت کرکے بالآخر ۲۲/جمادی الثانی کو اس دار فانی سے رخصت ہوئے۔

پروانے کو شمع بلبل کو پھول بس
صدیق کیلئے ہے خدا کا رسول بس
نبوت کا غمخوار صدیق اکبرؓ
رفیق و وفادار صدیق اکبرؓ
نبوت ہے قدرت کا شاہکار بے شک
نبوت کا شاہکار صدیق اکبرؓ
فدائی ہیں ختم نبوت کے ہم سب
ہے پہلا فداکار صدیق اکبرؓ

☆☆..........☆☆

شیر شاہ اور اس کے قرب و جوار میں رہنے والے حضرات کی خدمت میں گزارش ہے کہ :
ہفت روزہ "ختم نبوت" کا تازہ شمارہ
"الیاس جنرل اسٹور"
گلی نمبر ۴ بلاک سی شیر شاہ جناح روڈ کراچی نمبر ۲۸ سے حاصل کریں

ختم نبوۃ

تحریر: ہارون سیلرز

ترجمہ: ملک احمد سرور

میں نے اسلام کیوں قبول کیا؟

اسلام دین فطرت ہے جو تمام بنی نوع انسان کی تمام زندگی کی ہر طرح مکمل رہنمائی کر کے کامیابی و کامرانی کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔ اللہ رب العزت کے آخری پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی آخری کتاب قرآن مجید میں اسلام کی تکمیل کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ عقل سلیم رکھنے والا ہر انسان امن کا متلاشی ہے اور اسلام امن عالم کی ضمانت فراہم کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ صراط مستقیم کے متلاشی ہر طرح کے مطالعے اور مشاہدے کے بعد بالآخر اسلام کی حقانیت کا اقرار کرتے ہوئے مسلمان ہو کر دونوں جہاں کی فوز و فلاح کو سمیٹ لیتا ہے، اس طرح ایک نو مسلم کی قبول اسلام کی روئیداد افادۂ عام کے لئے (بشکریہ ماہنامہ "دعوۃ" اسلام آباد) شامل اشاعت کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

میں نے اسلام کیوں قبول کیا؟

یہ وہ سوال ہے جو مجھ سے اکثر جگہ پوچھا گیا ہے اور بذات خود میں نے بھی یہ سوال اپنے آپ سے کئی بار پوچھا ہے۔ جواب کے سلسلہ میں پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی تھی، یہ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات اقدس ہے جو دلوں کو پھیرتی اور صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں سچائی کی تلاش میں تھا، خالص سچائی اور صرف سچائی۔ تیسرے میرے گزشتہ مذہب عیسائیت کے عقیدہ و نظریہ کے بعض اجزا ایسے تھے جو پہلی بار سننے پر تو قابل قبول معلوم ہوتے ہیں مگر تدبر و تفکر اور تجزیہ کرنے کے بعد یہ نہ صرف ناقابل تسلیم بن جاتے ہیں بلکہ ان میں واضح تضادات، بے ربطی اور الحاد نظر آتا ہے۔ اس کے باوجود اسلام ہی کا انتخاب کیوں؟ جب میں خالص اور مکمل سچائی کی تلاش میں سرگرداں تھا تو اللہ تعالیٰ نے اسلام ہی کی طرف میری رہنمائی کیوں کی، دیگر مذاہب کی طرف میرے ذہن کو کیوں نہ موڑ دیا یا پھر عیسائیت ہی کے کسی دوسرے فرقہ کی طرف جانے کا خیال کیوں نہ پیدا کیا؟ اس اہم سوال کا جواب اس وقت ہی واضح ہونا شروع ہو گیا تھا جب میں نے روحانیت کی جستجو کی طرف پہلا قدم بڑھایا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کا نظریہ تو پیدائش کے ساتھ ہی ذہن میں ڈال دیا گیا تھا مگر میری روح کو عیسائی چرچ کی تعلیمات کے سانچے میں بند کر دیا گیا۔ میری مذہبی نشو و نما میں کسی جبر کا کوئی دخل نہ تھا، یہ اتفاقاً اور عادتاً بھی نہ تھی، یہ میرے خاندان کی زندگی کا ایک لازمی حصہ تھا، مجھے یاد ہے کہ میری ماں ہر اتوار کو مجھے بائبل کی کہانیاں پڑھ کر سنایا کرتی تھی لیکن جب میں نوجوانی کی عمر کو پہنچا اور خاص طور پر جب میں کالج میں داخل ہوا تو کھلائی گئی یہ روحانی غذا خراب سے خراب تر ہوتی گئی۔

کچھ عرصے بعد میں نے مذاہب کا مطالعہ شروع کیا۔ پہلی کتاب جو میں نے پڑھی وہ "دی ریلیجن آف مین" تھی جسے میں ایک دوست سے مستعار لایا تھا۔ اس کتاب کا پہلا باب "اسلام" پر تھا اور میرے لئے یہ نہایت حیران کن تھا۔ یہ عرب کی معمولی تاریخ سے شروع ہوا، اس کے بعد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور بعد میں اسلام کے نظریہ اور اس کے بنیادی عقائد کے بارے میں بتایا گیا تھا۔ اسلام کی عیسائیت کے ساتھ مماثلت اور تعلق کے بارے میں جو کچھ پڑھا اس پر مجھے یقین نہ آتا تھا۔ یہ کوئی خارجی یا اجنبی مذہب نہ تھا جسے کسی خارجی خدا کی پوجا کرنے والے غیر شخص نے تشکیل دیا ہو۔ یہ تو خالص ابراہیمی مذہب تھا جسے وحی الٰہی کے ذریعے سے ایک ایسے شخص نے بیان کیا ہو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پہلے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی نسل میں سے تھا اور جو سچے خدائے واحد کی بندگی کرنے والا تھا۔ اس سے اسلام میں میرے تجسس اور دلچسپی میں مزید اضافہ ہوا۔ میں نے اپنے ذہن کو آزاد اور کھلا رکھنے کا فیصلہ کیا۔ میں نے بدھ مت، ہندو مت، یہودیت، امریکہ کے قدیم روحانی مذاہب اور دیگر چھوٹے چھوٹے مذاہب، مسالک اور مذہبی تحریکوں کی تاریخ اور ان کے عقائد و نظریات کا مطالعہ شروع کیا۔ بدھ مت جو دنیا سے لاتعلقی کا درس دیتا ہے، میں آخرت کی زندگی کا کوئی واضح تصور نہیں۔ ہندو مت میں تو بغیر کسی مرکز واحد یا ذات واحد کے ان گنت دیوی اور دیوتاؤں کی ڈھیلی ڈھالی پوجا ہے۔ یہودیت بنیادی طور پر سچ ہے مگر نسلی بنیادوں پر کھڑی ہے۔ امریکہ کے قدیم مذاہب بھی قبائلی اقسام میں بٹے ہوئے ہیں اور ہر قبیلے کا ایک الگ مذہب ہے۔ اسلام ان میں واحد مذہب تھا جس کے نظریات، عبادات اور عقائد و اقدار ہر قسم کے تعصبات سے پاک اور عالمگیر

ختم نبوۃ

دکھائی دیتے تھے۔ تاہم اب تک جو معلومات مجھے حاصل ہوئی تھیں وہ تبدیلی مذہب کے لئے کافی نہ تھیں لیکن جب میں قرآن کے قریب آیا تو تیزی سے تبدیلی آئی۔

میں ان دنوں ایک اسٹور پر کام کررہا تھا۔ وہاں ایک نوجوان خاتون اکثر آتی جس کے ساتھ عمومی تبادلہ خیال ہوتا۔ ایک موقع پر میں نے اس کے ساتھ اسلام پر بات کی تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ مسلمان ہے۔ اس نے مجھے بتایا کہ اگر مجھے اسلام کے بارے میں مزید معلومات درکار ہوں تو میں اس اجلاس میں شرکت کروں جو اس کا باپ مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات پڑھانے کے لئے منعقد کرتا ہے۔ جب میں پہلی بار اس اجلاس میں شرکت کے لئے گیا تو پرجوش ہونے کے ساتھ ساتھ مضطرب بھی تھا۔ میں خالص مسلمانوں کو دیکھ رہا تھا۔ مختلف نسلوں سے تعلق رکھنے والے افراد کو اکٹھا بیٹھا دیکھ کر میں بہت متاثر ہوا۔ ماحول نہایت سادہ اور نیازمندانہ تھا۔ انہوں نے میرے بنیادی سوالوں کے جواب دیئے لیکن میں نے زیادہ سوال کرنے کے بجائے سننے کو پسند کیا۔ جب نماز کا وقت ہوا تو میں کچھ دور بیٹھ کر خاموشی سے ان کا نظارہ کرتے ہوئے مسکراتا رہا، وہ لوگ نماز کے دوران زمین پر بالکل سامنے نگاہیں جمائے ہوئے تھے۔ میرے لئے یہ ایک حیران کن اور پرلطف نظارہ تھا، نہایت انکساری، تحمل مزاجی اور ہم رنگی کا قدرتی نظارہ۔ اس سے میرے ذہن میں یہ تاثر ابھرا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کا یہی صحیح طریقہ ہوسکتا ہے۔ حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام اور جن دیگر پیغمبروں علیہم السلام کا بائبل میں ذکر ہے کے واقعات و حالات کو میں نے ذہن میں تازہ کیا کہ وہ بھی اسی طرح اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوا کرتے تھے۔ آج کل گرجوں میں جس طرح عبادت ہوتی ہے، یہ طریقہ اللہ کے پیغمبروں کا تو نہ تھا بلکہ وہ تو اس طرح عبادت کرتے تھے، جس طرح مسلمان کرتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ: "جب ایک دوسرے سے ملو تو ایک دوسرے کو سلامتی کی دعا (اللہ تمہیں سلامت رکھے) دو۔" عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس فرمان پر عمل نہ کیا، یہ تو مسلمان ہیں جو ایک دوسرے کو "السلام علیکم" کہہ کر ملتے ہیں جس کا مطلب ہے: "اللہ کی تم پر سلامتی ہو"۔ عیسائیت میں صرف آرتھوڈکس خواتین اپنے سر اور جسم کو ڈھانپتی ہیں مگر اسلام میں تو ساری باعمل مسلمان خواتین کی شرم و حیا، حجاب، پاکدامنی اور عجز و انکساری کا معیار یہی ہے اور یہ صرف آرتھوڈکس یعنی راسخ العقیدہ خواتین تک محدود نہیں ہے۔ جب میں اجلاس سے رخصت ہوا تو خیالات کے سمندر میں ڈوبا ہوا تھا۔

اس مسلمان خاتون کو اسٹور پر میں نے دوبارہ دیکھا تو اس کا شکریہ ادا کیا اور اسے بتایا کہ میرے لئے کس قدر تعجب انگیز تجربہ تھا۔ یقیناً میں اس اجلاس میں دوبارہ جاؤں گا۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ کیا میرے پاس قرآن مجید ہے؟ میں نے بتایا کہ نہیں۔ میرا خیال تھا کہ قرآن صرف غیر ملکی زبان میں ہوگا اور میں اسے نہیں پڑھ سکتا مگر اس نے مجھے کہا کہ وہ عربی متن کے ساتھ انگریزی ترجمے والا قرآن مجید دے گی۔ میں نے خوشی کے ساتھ اس کی پیشکش کو قبول کرلیا۔ جب مجھے قرآن مجید ملا تو میں بہت خوش ہوا اس کا باقاعدہ مطالعہ شروع کرنے کا میں انتظار نہ کرسکا۔ میں نے انڈیکس دیکھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہر آیت پڑھ ڈالی۔ یہ وہ پیغمبر علیہ السلام تھے جو میرے ذہن کے ہر خانے میں موجود تھے اور مجھے بہت ہی عزیز تھے۔ میں جاننا چاہتا تھا کہ اس کتاب (قرآن) میں اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں کیا کیا فرمایا ہے۔ اگر مجھے ان کی شان میں کوئی تحقیر، گستاخی، تضحیک وغیرہ نظر آتی یا ان کی نبوت کا انکار کیا گیا ہوتا تو میں اس کتاب کو بند کردیتا اور اسلام سے بھی دور چلا جاتا۔ لیکن قرآن مجید میں ان کے بارے میں پڑھ کر مجھے خوشی ہوئی اور جب میں نے پڑھا کہ اللہ تین میں سے ایک نہیں بلکہ وہ اپنی ذات و صفات میں واحد اور بے نظیر و بے مثال ہے تو میرے ذہن نے اسے فوراً قبول و تسلیم کیا۔ جب میں نے پڑھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک کنواری کے بطن سے پیدا ہوئے تھے اور وہ خدا کے بیٹے نہیں تو مجھے اس سے بھی اتفاق تھا۔

جب میں قدیم عبرانی اور سامی زبانوں کی اصطلاحوں کا مطالعہ کررہا تھا تو میں نے دیکھا کہ "بیٹا" (Son) کے معنی قربت (Nearness) کے ہیں اور عہد نامہ قدیم میں یہ دیگر افراد اور پیغمبروں کے لئے بھی استعمال ہوا ہے۔ "خدا کا بیٹا" کا مطلب ہے کہ وہ فرد جو اللہ تعالیٰ کے قریب تر ہو یا اللہ کے ساتھ جس کا نہایت قریبی تعلق ہو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے "سن آف مین" کی اصطلاح "سن آف گوڈ" کی نسبت کہیں زیادہ استعمال ہوئی ہے، تاہم قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو "ابن مریم" کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش حضرت آدم علیہ السلام کی طرح تھی، اس (اللہ) نے صرف "کن" کہا اور وہ ہوگیا۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کا نہ تو کوئی باپ تھا اور نہ ماں۔ اس طرح تو ان کی زیادہ پرستش ہونی چاہئے تھی مگر کسی نے ان کی (Only Begotten son of God) کی حیثیت سے پرستش نہیں کی۔

جب میں نے قرآن میں پڑھا کہ حضرت

عیسیٰ علیہ السلام انسانی شکل میں خدا نہیں تھے بلکہ انسانوں کے لئے ایک پیغمبر تھے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے تخلیق کیا اور جنہیں اللہ تعالیٰ نے بھیجا، وہ بے نیاز نہیں بلکہ خود اللہ تعالیٰ کے محتاج تھے، اسی پر بھروسہ کرتے تھے اور اسی سے ڈرتے تھے اور اسی کی عبادت کرتے تھے۔ مجھے قرآن کی یہ بات بھی تسلیم تھی کہ: "یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے پاس اٹھالیا تھا۔" لیکن جب میں نے یہ پڑھا کہ وہ انہیں مصلوب بھی نہ کر سکے تو مجھے جھٹکا لگا۔ سورۂ نساء کی آیت ۱۵۷:

ترجمہ: "اور خود یہودیوں نے کہا کہ ہم نے مسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ کو قتل کر دیا ہے حالانکہ فی الواقع انہوں نے اس کو قتل کیا نہ صلیب پر چڑھایا بلکہ معاملہ ان کے لئے مشتبہ کر دیا گیا۔"

میری نظریاتی زندگی میں ڈرامائی تبدیلی لائی، میں نے ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو کسی بات کو بلا سوچے سمجھے فوراً تسلیم کر لیتے ہیں یا مسترد کر دیتے ہیں۔ میں تحقیق کرتا ہوں، دن کے وقت میں اس آیت پر غور کرتا اور رات کو اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتا، میں بہتے آنسوؤں میں اللہ سے فریاد کرتا کہ وہ مجھے خواب میں بتائے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مصلوب نہیں کیا گیا تھا تو پھر ان کے ساتھ حقیقتاً کیا ہوا تھا؟ اصل واقعہ کیا تھا اور جھوٹ کیا تھا، یہ جاننے کے لئے میں بے تاب تھا، میں سخت پریشان تھا۔ میں تحقیق اور لوگوں سے بحث کرتا تاکہ حقیقت واضح ہو کر سامنے آئے۔ میرے نزدیک روح اس دنیا کی سب سے اہم چیز تھی اور میری روح سچائی کی متلاشی تھی، میں نے ہمیشہ اپنے خالق کو جاننا اور اس کی عبادت کرنا چاہی لیکن محض اس بات میں یقین چاہتا تھا کہ جو کچھ میں جانتا ہوں وہ صحیح ہے۔ میں اس وقت تک کوئی قدم اٹھانے کو تیار نہ تھا جب تک شرح صدر کے ساتھ یقین نہ کر لوں کہ یہی راستہ صحیح ہے۔ بالآخر میں نے خواب کا انتظار چھوڑ دیا اور اپنے آپ سے پوچھا لفظ (Crucufixion) یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھائے جانے کے عیسائی کیا معنی لیتے ہیں؟ عیسائیوں کے نزدیک اس لفظ کے معنی "نجات" کے ہیں یعنی گناہوں کی سزا سے نجات، اس کے اس دنیا اور آخرت میں کامیابی کے معنی بھی لئے جاتے ہیں، میرے نزدیک یہ ایک بنیادی بات ہے کہ اگر کوئی مذہب اپنے ماننے والوں کو نجات کا راستہ نہیں دکھاتا تو بے کار ہے۔ یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مصلوب کئے جانے کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے پاس اپنے محبوب بنی نوع انسان کو معاف کرنے اور بخشنے کے لئے کوئی اور طریقہ نہیں تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مجھے دل و جان سے محبت تھی اور ان کی ذات مجھے بہت عزیز تھی۔ میں اکثر سوچتا کہ یہ کیسے درست ہو سکتا ہے کہ رب غفور اور رحیم نے انہیں زمین پر اس لئے بھیجا کہ وہ انگنت دوسرے انسانوں کے گناہوں کی معافی کے لئے اپنے آپ کو قتل کرائیں جبکہ انہوں نے خود کوئی گناہ ہی نہ کیا ہو، یعنی ایک بے گناہ آدمی کو دوسروں کے گناہوں کی بھینٹ چڑھانا کیونکر انصاف ہو سکتا ہے۔ یہ تو ایک نامعقول نظریہ تھا۔ اگر اللہ تعالیٰ "کن" کہہ کر ساری کائنات کو پیدا کرنے کی قدرت رکھتا ہے تو پھر اپنے گناہوں کا اعتراف کرنے اور معافی مانگنے والوں کے لئے وہ ایسا کیوں نہیں کر سکتا، وہ ایک فرد کو یہ کیوں نہیں کہہ سکتا: "جا تجھے معاف کیا یا فلاں مرد، عورت کو معاف کر دیا گیا۔" اس معافی کے لئے ایک بے گناہ انسان کا قتل اور خون ہی کیوں ضروری تھا؟ میں نے اپنے آپ سے کہا کہ: "اگر اس کتاب (قرآن) نے نجات کا کوئی ایسا پروگرام دیا جس میں کسی بے گناہ کا خون اور قتل شامل نہ ہوا تو میں اللہ تعالیٰ اور اس کے احکام کو تسلیم کر لوں گا۔"

میں نے بائبل کے نظریات پر گہرائی سے نظر ثانی کی اور یہ ڈھونڈنے کی کوشش کی کہ نجات کے لئے کیا ضروری ہے:

"یہودی اور مسلمان اللہ کی عبادت کرتے ہوئے کسی دوسری چیز کو درمیان میں نہیں لاتے تو پھر عیسائی ایسا کیوں کرتے ہیں؟ حضرت آدم علیہ السلام اور اللہ کے درمیان کوئی اور نہ تھا؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اللہ کے درمیان بھی کوئی نہ تھا؟ موسیٰ علیہ السلام اور اللہ، داؤد علیہ السلام اور اللہ، عیسیٰ علیہ السلام اور اللہ کے درمیان بھی کوئی دوسرا نہ تھا۔ پوری بائبل میں اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا کہ ہر انسان اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے اور کوئی دوسرا اس کے گناہوں کی سزا نہیں بھگتے گا اور نہ کسی دوسرے کو سزا دی جائے گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو لوگوں کو توبہ کی تبلیغ کر رہے تھے اور لوگوں کو بتا رہے تھے کہ توبہ کے بعد ان کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔" (حوالہ "لوقا" باب: ۷)

تو پھر اچانک بنی نوع انسان کی بخشش کے لئے ایک قتل اور خون کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ قربانی، خون اور معافی کے موضوع پر قرآن مجید نے چند آیات میں کیا ہی خوب اور جامع بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ الحج میں فرماتے ہیں:

ترجمہ: "نہ ان کے گوشت اللہ کو پہنچتے ہیں نہ خون، مگر اسے تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے، اس نے ان (جانوروں) کو تمہارے لئے اس طرح مسخر کیا ہے کہ اس کی بخشی ہوئی ہدایت پر تم اس کی تکبیر کرو۔"

گناہوں اور معافی کے بارے میں سورۂ یوسف میں فرمایا:

ترجمہ: "اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، اس کی رحمت سے تو بس کافر ہی مایوس ہوا کرتے ہیں۔"

ختم نبوۃ

سورۂ زمر میں فرمایا:

ترجمہ: "اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ، یقیناً اللہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔"

بائبل کی کتاب زبور میں بھی ایسی ہی تعلیمات پائیں مثلاً باب: ۳۰ کی آیت پانچ میں ہے:

"کیونکہ اس کا قہر دم بھر کا ہے، اس کا کرم عمر بھر کا، رات کو شاید رونا پڑے پر صبح کو خوشی کی نوبت آتی ہے۔"

باب: ۳۲ کی آیت نمبر ۵ میں بیان ہے:

"میں نے کہا کہ میں خداوند کے حضور اپنی خطاؤں کا اقرار کروں گا اور تو نے میرے گناہوں کی بدی کو معاف کیا۔"

باب: ۶۲ کی آیت ۱، ۲ میں بیان ہے:

"میری جان کو خدا ہی کی آس ہے، میری نجات اسی سے ہے وہی اکیلا میری چٹان اور میری نجات ہے۔"

سموئیل ا کے باب: ۱۵ کی آیت ۲۲ میں ذکر ہے:

"سموئیل نے کہا کہ کیا خداوند سوختنی قربانیوں اور ذبیحوں سے اتنا ہی خوش ہوتا ہے جتنا اس بات سے کہ خداوند کا حکم مانا جائے؟ دیکھ فرمانبرداری قربانی سے اور بات ماننا مینڈھوں کی چربی سے بہتر ہے۔"

لوقا کے باب: ۱۵ میں ہے کہ:

"میں تم سے کہتا ہوں کہ اسی طرح ننانوے راستبازوں کی نسبت جو توبہ کی حاجت نہیں رکھتے ایک توبہ کرنے والا گناہگار کے باعث آسمان پر زیادہ خوشی ہوگی...... میں تم سے کہتا ہوں کہ اسی طرح ایک توبہ کرنے والا گناہگار کے باعث خدا کے فرشتوں کے سامنے خوشی ہوتی ہے۔"

حزقی ایل کے باب ۱۸ میں ہے کہ:

"جو جان گناہ کرتی ہے وہی مرے گی، بیٹا باپ کے گناہ کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور نہ باپ بیٹے کے گناہ کا بوجھ۔ صادق کی صداقت اسی کے لئے ہوگی اور شریر کی شرارت شریر کے لئے۔"

مزید تفصیل کے لئے دیکھیں (آیات ۲۰-۳۲ یسعیاہ کے باب: ۱۲ کی آیت ۲، ۳۔ لوقا کے باب نمبر ۷ کی آیت ۴۳ تا ۵۰)

جب میں نے قرآن کی سورۂ یوسف کی آیت نمبر ۵۷ پڑھی جس میں بتایا گیا ہے کہ:

ترجمہ: "لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی ہے، یہ وہ چیز ہے جو دل کے امراض کی شفا ہے اور جو اسے قبول کر لیں ان کے لئے رہنمائی اور رحمت ہے۔"

تو میں نے اپنے آپ سے کہا: "یہی صحیح ہے، یہی اللہ کا فرمان ہے۔"

باقی صفحہ 22 پر

ط
جبار کارپٹس
مساجد کے لئے خاص رعایت
ڈیلرز: ☆ زینت کارپٹ، ☆ مون لائٹ کارپٹ، ☆ نیر کارپٹ، ☆ ثمر کارپٹ، ☆ وینس کارپٹ، ☆ اولمپیا کارپٹ
پتہ: این آر او نیو نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک جی برکات حیدری نارتھ ناظم آباد
فون: 6646888-6647655 فیکس: 0921-21-5671503

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی شہادت

اسباب و محرکات

حکیم العصر، محقق دوراں حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی پوری زندگی اسلام کی خدمت، دین کی محنت اور لوگوں کی اصلاح و تربیت میں صرف ہوئی۔ انہوں نے پیغمبر آخرالزمان جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تاج و تخت ختم نبوت کے تحفظ اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی پاسبانی کا فریضہ بطریق احسن سرانجام دیا، وہ عمر بھر ہر کفر اور ہر باطل کے خلاف برسرپیکار رہے، لیکن ان کے اصل حریف اور حقیقی مدِ مقابل قادیانی تھے۔ انہوں نے قلم کے ذریعے قادیانیت کے نجس وجود میں بہت گہرے زخم لگائے ہیں، قادیانی ان زخموں کو انشاء اللہ قیامت تک چاٹتے رہیں گے۔ حال ہی میں مرزا طاہر نے زخمی سانپ کی طرح تڑپتے ہوئے مولانا لدھیانویؒ اور ان کے رفقا علماً کے خلاف جو زہر اگلا ہے قوی امکان ہے کہ حضرت لدھیانویؒ اسی کا شکار ہوئے ہوں۔ تاریخ گواہ ہے کہ اپنے مخالفین کے خون سے ہاتھ رنگنا قادیانیوں کا طریقہ اور وطیرہ رہا ہے، مولانا کے قتل کے بارے میں تحقیق و تفتیش کرنے والے افسران نے بھی حتمی طور پر اس قتل کا الزام قادیانیوں پر لگایا ہے، ان کا کہنا ہے کہ:

"جائے واردات کے قریب قادیانیوں کی عبادت گاہ ہے جبکہ مولانا کی رہائش گاہ کے بالمقابل بلاک ۱۵ دستگیر میں بھی چند سرگرم قادیانی رہائش پذیر ہیں، جن کے لندن میں مرزا طاہر سے براہ راست رابطے ہیں اور ان قادیانیوں کی سرپرستی ایک منظم گروہ کر رہا ہے۔"

اس امکان کو اس وجہ سے مزید تقویت ملتی ہے کہ یہ سانحہ ایسے موقع پر رونما ہوا ہے جب امت مسلمہ نے حضرت لدھیانویؒ کی قیادت قادیانیوں، قادیانیت نواز طبقوں، اسلام دشمن این جی اوز اور ان کے مغربی آقاؤں اور پشت پناہوں کو ناموس رسالت کے مسئلے میں ماضی کی طرح ایک بار پھر شکست فاش دی اور جواباً انہوں نے حضرت لدھیانویؒ کو گولیوں سے چھلنی کر کے اپنی پے در پے ناکامیوں کا بدلہ لیا۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

تحریر: عبدالقدوس، اسلام آباد

نے کچھ عرصہ قبل اپنے شاگرد اور مرید مولانا محمد مسعود اظہر کے ہاتھ پر بیعت جہاد کر کے عجیب شان سے میدان جہاد میں قدم رکھا تھا اور آج کل وہ ٹوٹے اور بکھرے ہوئے مجاہدین کو اتحاد کی لڑی میں پرونے کے لئے کوشاں تھے، صرف تین روز قبل ان کے دورۂ افغانستان کا بھی ان کی شہادت سے بہت گہرا تعلق ہو سکتا ہے۔

جامعہ فریدیہ کے ناظم تعلیمات مولانا عبدالقیوم صاحب نے حضرت لدھیانویؒ کی شہادت کو دینی مدارس کے خلاف کفریہ طاقتوں کی کشمکش کا نتیجہ قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ اب کفر کا اصل ٹارگیٹ اسلام کے قلعے اور دینی تحریکوں کے مراکز یعنی دینی مدارس ہیں اور آج کل خالص علمی شخصیات اور درس و تدریس سے متعلقہ لوگوں کو دہشت گردی کا نشانہ بنایا جا رہا ہے اور اب تک پاکستان کے دارالعلوم دیوبند یعنی جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے تین بزرگ ترین اساتذہ ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہیدؒ، مفتی عبدالسمیع شہیدؒ، اور مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کو شہید کیا جا چکا ہے۔ فیصل آباد کے مفتی محمد مجاہد شہیدؒ اور اسلام آباد کی مشہور دینی درسگاہ اور بہت بڑے تعلیمی ادارے جامعہ فریدیہ کے مہتمم حضرت مولانا عبداللہ شہیدؒ کی شہادت بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی شہادت جہاں رب ذوالجلال کی طرف سے دنیا سے علم اٹھا لینے کا ایک انداز...... قیامت کا پیش خیمہ...... اور امت مسلمہ کا ناقابل تلافی نقصان ہے، وہیں ان کی شہادت ملک کے امن و امان، وطن عزیز کی سالمیت اور خود حکومت پاکستان کے خلاف گہری سازش ہے اس لئے کہ حضرتؒ کو ایسے موقع پر شہید کیا گیا ہے جب ناموس رسالت کے معاملے میں حکومت اور علماً کے مابین ایک بڑا تصادم ہوتے ہوتے رہ گیا

ختم نبوۃ

ایسے میں ملک دشمن عناصر بالخصوص قادیانیوں نے غیر ملکی ایجنسیوں کے تعاون سے حکومت اور مذہبی طبقات کو لڑانے اور ٹکرانے کے لئے ایک بالکل غیر متنازعہ اور سب کے نزدیک متفق اوب اور قابل احترام ایسی ہر دلعزیز شخصیت کا انتخاب کیا ہے جو تمام مسلمانوں کی نمائندہ جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر ہونے کے ساتھ ساتھ دیگر تمام مذہبی اور جہادی جماعتوں کی بھرپور سرپرستی فرمارہے تھے اور ان جماعتوں کے قائدین کے شفیق استاذ ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے رہبر و راہنما اور پیرو مرشد بھی تھے۔ چنانچہ انہوں نے میدان عرفات میں قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن صاحب کو خلافت عطا کی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیزالرحمن جالندھری صاحب بھی حضرت مولانا لدھیانویؒ کے خلیفہ مجاز ہیں، جرنیل سپاہ صحابہؓ مولانا محمد اعظم طارق صاحب اور مولانا محمد مسعود اظہر صاحب کو بھی چاروں سلاسل میں اجازت مرحمت فرمائی، حتیٰ کہ حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی صاحب مدظلہ بھی حضرتؒ کے خلیفہ مجاز ہیں۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کو شہید کرنے والے لوگ اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ سابقہ حکمرانوں کے ظلم وستم کا نشانہ بننے والے اور گزشتہ حکومتوں کے ستائے ہوئے مسلمان بالخصوص علماء اور طلباء جن کے دل اپنے شفیق اساتذہ، محبوب قائدین، بزرگ رہنماؤں، پیروں اور مرشدوں کی جدائی میں زخمی ہیں اور ان کے کلیجے چھلنی ہیں، جو اپنے رفقاء کے جنازوں کو کندھے دے دے کر اور اپنے دوستوں کی میتیں اٹھا اٹھا کر تھک چکے ہیں وہ اس موقع پر کس قدر شدید رد عمل کا اظہار کرسکتے ہیں۔

حکومت کو اس موقع پر دانشمندی کا ثبوت دیتے ہوئے انتہائی ذمہ داری کا مظاہرہ کرنا ہوگا اور فوری طور پر حضرتؒ کے قاتلوں کو بے نقاب اور گرفتار کر کے قوم کے سامنے الٹا لٹکانا ہوگا۔

مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر شہید اسلام حضرت مولانا عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ تک سینکڑوں شہداء کے قاتل جس طرح ابھی تک گرفتار نہیں ہوئے، اسی طرح اگر حضرت لدھیانویؒ کے قاتلوں پر بھی ہاتھ نہ ڈالا گیا تو ظلم وبربریت اور دہشت گردی کا تاریک دور ختم نہیں ہوگا اور شہادتوں کا یہ سلسلہ مزید دراز ہوتا چلا جائے گا اور یہ بات یاد رکھئے کہ پھر مولانا لدھیانوی شہیدؒ کے خون کے قطرے سے ایسے طوفان اٹھیں گے جن کو روکنا مشکل ہوگا...... اور ان کا مقدس لہو ایک ایسا سیلاب بن جائے گا جس کے آگے بند باندھنا کسی کے بس کی بات نہیں ہوگی۔ (انشاء اللہ)

☆☆......☆☆

بقیہ: قبول اسلام

مسجد میں جب میں دوسری بار گیا تو قبول اسلام کا اعلان کرتے ہوئے میں نے کہا:

"عبادت کے لائق کوئی خدا نہیں مگر سوائے اللہ کے جو واحد ہے، اعلیٰ ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بنی نوع انسان کے لئے اس کے آخری پیغمبر ہیں۔ قیامت تک بنی نوع انسان کی رہنمائی کے لئے قرآن مجید اس کی آخری کتاب ہدایت ہے۔"

میں جان گیا کہ اسلام قاتلوں اور دہشت گردوں کا مذہب نہیں ہے جیسا کہ اہل مغرب پروپیگنڈہ کرتے ہیں، بلکہ یہ تو بنی نوع انسان، فطرت اور تمام دیکھی اور ان دیکھی مخلوقات کے لئے اصل اور سچا مذہب ہے۔ اصلاً اسلام ان لوگوں کا مذہب ہے جو امن کے متلاشی ہیں اور اللہ کی رضا و تسلیم میں اپنی کامیابی کے خواہاں ہیں، اسلام کو قبول کر کے میں نے کامیابی کا راستہ پالیا، نجات کا ایک سچا راستہ۔

☆☆......☆☆

بقیہ: صراط مستقیم

ہے جسے ہماری عام زبان میں چوہ دانی کہتے ہیں۔ وقت معین سے مراد وہ جو نو مہینے ماں کے پیٹ میں رہتا ہے وہ ہے، یعنی اس حقیر پانی کی بوند کو آہستہ آہستہ پورا عاقل انسان بنادیا۔ اس سے ہماری قدرت اور طاقت کو سمجھ لو کہ تم کچھ بھی نہ تھے اور اس طرح پیدا کئے گئے تو اسی انسان کو مرنے کے بعد کیا ہم دوبارہ زندہ نہیں کرسکتے؟ (باقی آئندہ)

فون: 745573
عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
ایڈریس: شاپ نمبر: N - 91 صرافہ بازار، میٹھادر، کراچی

ختم نبوۃ

اخبارِ ختمِ نبوّت

اوکاڑہ میں جھوٹی نبوت کا جھوٹا دعویدار گرفتار

اوکاڑہ (مولانا عبدالرزاق مجاہد) تھانہ شاہ بھور کی انتظامیہ نے نواحی گاؤں ۱۳/۱۴ اپل میں چھاپہ مار کر نبوت کا دعویٰ کرنے کے الزام میں ۷۰ سالہ صوفی شعبان ولد جمیل قوم چوطلا کو گرفتار کر کے اس کے قبضہ سے تحریر کی گئی دستاویزات اور کفریہ عبارتوں پر مشتمل لٹریچر قبضہ میں لے لیا، جو قالین سازی کا کاروبار کرتا ہے دوروز قبل لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ سے مختلف دیہات میں جاکر اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے بیان کیا کہ:

"میں نبی ہوں، اس کا اعلان برملا کیا جائے، یہ واضح توہین رسالت ہے اور تحریروں میں اس نے لکھا ہے کہ جبرائیل کے ذریعہ اس پر وحی کا نزول ہوتا ہے اور مستقبل میں قیامت کے نزدیک دنیا میں ظہور پذیر ہونے والے امام مہدی اس کے سالار اعظم ہوں گے۔" (نعوذباللہ)

۱۷/اگست ۱۹۸۸ء کو اس نے سابق صدر ضیاءالحق مرحوم کی پالیسوں سے تنگ آکر اس کا طیارہ فرشتوں کو حکم دے کر گرا لیا، مگر ضیاالحق مرحوم کے ساتھ ساتھ سوار دیگر لوگوں کو بھی ہلاک کر دیا۔ مولانا عبدالرزاق مجاہد شجاع آبادی مبلغ ختم نبوت نے انتظامیہ کو کہا کہ صوفی شعبان انتہائی مکار اور جھوٹا ہے، اگر وہ اتنا سادہ ہوتا تو خفیہ لٹریچر دو زبانوں میں مشتہر نہ کرتا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علمأ اسلام کے اکابرین علمأ اور کارکنوں کی کثیر تعداد تھانہ شاہ بھور میں پہنچ گئی اور گستاخ رسول کے کے خلاف دفعہ ۲۹۵-سی اور ۲۹۵-اے کا پرچہ درج کرا لیا، مگر بعض اخبارات نے نامعلوم وجوہ کی بنا پر ملزم کی گرفتاری کے حقائق کو توڑ مروڑ کر شائع کر کے نا صرف پیشہ وارانہ بددیانتی کا مظاہرہ کیا، بلکہ توہین رسالت ﷺ کے مرتکب ملزم کو سپورٹ کرنے کی کوشش کر کے مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچائی، اصل حقائق کو مسخ کرنے اور فرقہ واریت کو ہوا دینے کی کوشش کے خلاف گول چوک اوکاڑہ میں زبردست احتجاجی مظاہرہ ہوا، جس میں مظاہرین نے ان اخبارات کی کاپیاں نذر آتش کیں اور روزنامہ "صحافت" اور روزنامہ "نوائے وقت" کے خلاف زبردست نعرہ بازی کی گئی، احتجاجی مظاہرے اور قافلے میں ڈسٹرک خطیب مولانا حبیب الرحمن اختر، مولانا نوید فاروقی منتظم جیش محمد، جمعیت علمأ اسلام کے مولانا عبدالاحد، مرزا ارشد بیگ، قاری سعید احمد، قاری غلام محمود انور، حاجی احسان الحق عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا قاری الیاس صاحب، مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالرزاق شجاع آبادی، حافظ سکندر، مبارک احمد نمبردار، مدعی مقدمہ جناب مولانا کمال مسعود، مولانا عبدالمنان عثمانی، مولانا محمد اسمٰعیل، حکیم عظمت اللہ، محمد یونس صدیقی، چوہدری ذوالفقار اور حافظ محمود احمد کے علاوہ ہزاروں کی تعداد میں کارکنوں نے شرکت کی اور گستاخ رسول کو سزائے موت دینے کا مطالبہ کیا اور مقدمہ کو انسداد دہشت گردی کی عدالت میں چلانے کا مطالبہ کیا گیا۔

۱۳/۱۴ اپل کے مدرسہ مظاہر العلوم کے مہتمم و بانی جناب مولانا کمال مسعود اور ان کے ساتھیوں نے جمعیت علمأ اسلام کے نائب امیر حضرت مولانا سید امیر حسین شاہ گیلانی کو صوفی شعبان کے کفریہ لٹریچر اور غلط نظریات کی تشہیر کرنے سے آگاہ کیا تو شاہ صاحب کا خون جوش مار گیا اور ڈی سی، ایس پی، ایس ایچ او اور علمأ کو اکٹھا کر کے خبر سننے پر تشویش کی لہر دوڑ گئی۔ حضرت شاہ صاحب کی سرپرستی، علمأ اور کارکنوں کی نفری اس کی سرکوبی کے لئے پہنچ گئی۔ بحمد للہ بروقت گستاخ رسول کی گرفتاری سے لوگوں نے سکھ کا سانس لیا اور ملزم کو ریمانڈ کے لئے بھیج دیا گیا۔

ڈاور میں قادیانیوں کا مناظرہ سے فرار

مسلمانوں کی فتح

چناب نگر (نمائندہ خصوصی) جامع مسجد محمدیہ ڈاور نزد چناب نگر میں ختم نبوت کانفرنس سے علمأ کرام کا خطاب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شجاع آبادی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یوسف کذاب اور ریاض احمد گوہر شاہی کے فتنے قادیانیت کے پیدا کردہ ہیں، ہم قادیانیت سمیت تمام فتنوں کا تعاقب کرتے رہیں گے، انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھے، مرکزی جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر کے خطیب حضرت مولانا غلام مصطفیٰ صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی فتنہ ایک ناسور

ہے جو مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں، جب مسلمان علمأ کرام میدان میں آتے ہیں تو قادیانی سامنا نہیں کرتے۔ گزشتہ دنوں انگریز کا چیلہ، یہودیوں کا ایجنٹ مرزا طاہر قادیانی نے جو جھوٹ بولا ہے دنیا میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ قادیانی گرو نے کہا تھا کہ ہماری جماعت میں کروڑوں آدمی شامل ہو گئے ہیں، یہ سراسر جھوٹ اور بکواس ہے مرزا طاہر جھوٹ بولنے میں اپنے باپ اور دادا سے بھی نمبر لے گیا۔ اللہ کے فضل سے ہمارے اکابرین کی محنت اور کوشش سے مسلمان قادیانیوں کے کفر کو سمجھ چکے ہیں۔ مولانا نے قادیانیوں کو دعوت اسلام دی اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ مرتد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔ مولانا نے کہا کہ ملک سے بھاگا ہوا انگریزوں کا ایجنٹ مرزا طاہر پاکستان آنے کے خواب دیکھتا ہے جو اپنی ماں اور بھائی کے جنازہ میں شریک نہیں ہو سکا شریک نہیں ہو سکا وہ کبھی پاکستان میں نہیں آسکتا:

"پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا"

کانفرنس سے دیگر علمأ کرام نے خطاب کیا۔ لالیاں کی جامع مسجد جامن والی میں اور جامع مسجد تقویٰ چھنی قریشیاں میں بھی حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی صاحب اور مولانا غلام مصطفیٰ نے خطاب کیا اور مسلمانوں کو مسئلہ ختم نبوت سمجھایا اور قادیانیوں سے ہر طرح کا بائیکاٹ کرنے کو کہا، انہوں نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پوری دنیا میں قادیانی فتنہ کا تعاقب جاری رکھے گی۔

قادیانیوں کی غیر آئینی سرگرمیوں کا نوٹس لیا جائے

چیچہ وطنی (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چیچہ وطنی کے زیر اہتمام چیچہ وطنی کے نواحی چک 37/12L میں قادیانیوں کی ارتدادی مخالف قانون اور غیر آئینی سرگرمیوں پر بطور نوٹس کے ختم نبوت کانفرنس کے کچھ عرصہ بعد قادیانیوں کی گرفتاری کے لئے تمام مکاتب فکر کے علمأ کرام کے متفقہ فیصلہ پر ایک احتجاجی جلسہ منعقد کیا گیا۔ احتجاجی جلسہ سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولنگر کے مبلغ علامہ محمد قاسم رحمانی، مجلس احرار اسلام کے مرکزی ناظم نشر واشاعت عبداللطیف خالد چیمہ، لشکر طیبہ کے ابو منصور محمد امجد، جیش محمد ﷺ کے ناصر نواز شیرازی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا عبدالحکیم نعمانی، جنرل سیکریٹری قاری زاہد اقبال، جمعیت علمأ اسلام کے عظیم راہنما علامہ عبدالباقی، سپاہ صحابہؓ کے مولانا طالب حسین، جماعت اسلامی کے خان حقنواز خان، حرکت الجہاد الاسلامی کے حافظ طاہر جاوید، ختم نبوت یوتھ فورس کے حافظ محمد اصغر عثمانی اور دیگر علمأ نے شعائر اسلام کی توہین کرنے قادیانیت کی اعلانیہ تبلیغ خود کو مسلمان ظاہر کرنے کے خلاف احتجاجاً خطاب کیا۔

احتجاجی جلسہ کے کچھ دن بعد ضلعی انتظامیہ کے ایمأ پر صدر تھانہ چیچہ وطنی کے ایس ایچ او نے تین قادیانیوں کو گرفتار کر لیا جن کے نام غفار احمد، منظور احمد وغیرہ ہیں۔

مولانا عبدالحکیم نعمانی کا دورہ پاکپتن

پاکپتن (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا عبدالحکیم نعمانی نے ضلع پاکپتن کا دورہ کیا۔ مدرسہ عربیہ اسلامیہ ربانی مسجد ہوتہ بائی پاس محمد اسلام صدیقی کے پاس درس دیا، گرین ٹاؤن مسجد نمرہ میں مولانا محفوظ الحق اور مولانا احسان الحق کے پاس درس دیا، مدرسہ عربیہ فریدیہ عرف گوڈی والا مدرسہ میں مسئلہ حیات عیسیٰ علیہ السلام پر خطاب ہوا، اس طرح مولانا ریاض کی مسجد اور مسجد نورانی مولانا افضل کے پاس درس دیا ساتھ ساتھ لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا پھر ضلع پاکپتن کا مشہور شہر ملکہ ہانس آئے۔ مدرسہ فیض القرآن قاری حبیب اللہ رشیدی اور قاری نذیر سے ملاقات کر کے درس دیا۔ مسجد موہلانوالی میں علامہ غلام رسول پاکپتنی کے پاس درس دیا، قاری عبداللہ صاحب کی مسجد میں بھی درس کا سلسلہ جاری رہا، پھر عارف والا گئے مدرسہ فاروقیہ میں مولانا عبدالوہاب کے پاس درس دیا، قادیانیت کی بھیڑ چال دجل و تلبیس سے آگاہ کیا گیا، ساتھ ساتھ مجلس کی رکنیت سازی ہوتی رہی۔

قادیانیوں کے لئے عبرت

فیصل آباد (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکریٹری اطلاعات مولانا فقیر محمد نے چناب نگر سابقہ ربوہ کو قیام پاکستان کے بعد حکومت پنجاب سے قطعہ اراضی لیز پر لے کر قادیانی غیر مسلم، مرتد، کافر، زندیق آنجہانی مرزا بشیر الدین محمود کی طرف سے آباد کرنے کے بارے میں قادیانی غیر مسلم کے ایک لاہور کے اخبار میں شائع شدہ مکتوب چناب نگر پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ ۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کے اعلان کے بعد قادیانی ضلع گورداسپور پاکستان میں شامل تھا جس کو دوبارہ بھارت میں شامل کرانے کے لئے آنجہانی مرزا بشیر الدین محمود قادیانی غیر مسلم اور آنجہانی قادیانی غیر مسلم ظفر اللہ خان نے انگریز اور ہندو سے سازباز کر کے "قادیان" کی خاطر گورداسپور کے ضلع کے بارے میں پاکستان سے غداری کی تھی، جس کے بعد بھارت میں قادیانیوں کی جائیدادیں ان کے پاس رہیں اور پاکستان میں جعلی مہاجرین کر دوبارہ جائیدادیں حاصل کر لیں اور انگریز نے قادیانی ظفر اللہ خان کو وزیر خارجہ بنایا تھا جس نے قائداعظم محمد علی جناح کی نماز جنازہ نہیں پڑھی تھی اور دیگر کافروں کے ساتھ کھڑا رہا چونکہ جعلی نبی مرزا غلام احمد قادیانی مرتد اعظم نے

ختم نبوۃ

انگریزی حکومت کے خلاف جہاد کو حرام قرار دیا تھا جس پر انگریز نے مرزا غلام احمد قادیانی کو سیاسی نبی بنایا تھا اور مرزا غلام احمد قادیانی نے خود کو انگریز کا خود کاشتہ پودا قرار دیا تھا جس کے صلہ میں ۱۹۴۸ء جون کی ۲۲/ تاریخ کو پنجاب پاکستان کے انگریز گورنر سر فرانسس موڈی نے مرزا غلام احمد قادیانی جعلی انگریزی پنجابی نبی کی اولاد کو پاکستان میں آباد کرنے کے لئے ضلع جھنگ کی تحصیل چنیوٹ کے موضع چنی چکی میں ایک ہزار ۳۴ ایکڑ اراضی جاگیر کے طور پر دی تھی جس کی ٹوکن قیمت ایک آنہ مرلہ دس روپے فی ایکڑ کل ۱۰۳۴۰ روپے میں لیز کی بجائے فروخت کردی تھی وہاں قادیانیوں نے اپنا الگ شہر بنایا جس کا نام "ربوہ" رکھا جس سے مسلمانوں کو دھوکہ دیتے رہے کہ قرآن پاک میں نام ربوہ رکھا ہے جس کے خلاف ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے بعد مطالبہ کیا جاتا رہا کہ ربوہ کا نام تبدیل کیا جائے جو حکومت پنجاب نے ۴/ فروری ۱۹۹۹ء کو نام تبدیل کر کے چناب نگر رکھ دیا جبکہ ۲۶/ اپریل ۱۹۸۴ء کو آئینی ترمیم کی روشنی میں قانون سازی کی گئی اور تعزیرات پاکستان کی دفعات ۲۹۸-بی، ۲۹۸-سی میں اضافہ کر کے قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں پر پابندی لگادی گئی جس کی سزا صرف تین سال قید بامشقت جرمانہ مقرر ہے، اس کے بعد مرزا طاہر بھیس بدل کر یکم مئی ۱۹۸۴ء کو بھاگ کر اپنے آقا انگریز کے پاس لندن میں جا بیٹھا۔ یہ شخص اتنا ڈرپوک ہے کہ وہ کبھی پاکستان نہیں آسکا اب ۲۹۵-سی توہین رسالت کا پھندا بھی تیار ہے قادیانیوں کو عبرت حاصل کرنی چاہئے۔

اسکول اور کالج کی نئی مسجد کیسے قادیانیوں کے حوالہ کی جاسکتی ہے؟

فیصل آباد (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکریٹری اطلاعات مولانا فقیر محمد نے چیف ایگزیکٹیو پاکستان اور وفاقی وزیر تعلیم سے مطالبہ کیا ہے کہ قومی ملکیت میں لئے گئے صنعتی اداروں، کارخانوں، ملوں کو واپس نہ کرنے کی طرح نیشنلائز تعلیمی اداروں کو بھی واپس نہ کیا جائے اور اسلام ملک دشمن قادیانی جماعت چناب نگر کو سابقہ ربوہ چناب نگر کے تین ہائی اسکول تعلیم الاسلام ہائی اسکول چناب نگر بوائز، نصرت گرلز ہائی اسکول چناب نگر، فضل عمر گرلز ہائی اسکول چناب نگر تحویل میں رکھ کر ایک سال ملازمین کی تنخواہ کی رقم کے عوض دینے کی پالیسی منسوخ کی جائے اور گورنمنٹ ٹی آئی ہائی اسکول چناب نگر کی گراؤنڈ ایک سابق قادیانی غیر مسلم کھلاڑی کو نہ دی جائے، انہوں نے کہا کہ غریبوں کے بچوں کو مفت تعلیم اور مفت علاج معالجہ کی سہولت فراہم کرنا ہر حکومت کی بنیادی ذمہ داری ہے، جبکہ سرکاری اسکولوں اور سرکاری ہسپتالوں میں بھی تعلیم اور علاج معالجہ بہت مہنگا کر دیا گیا ہے جو غریب لوگوں کی استطاعت سے باہر ہے جس پر فوری نظر ثانی کی ضرورت ہے اور ناخواندگی میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے اور حکومت اپنے سرکاری اسکولوں سے جان چھڑانا چاہتی ہے جبکہ نجی اسکولوں میں فیس دو ہزار روپیہ ماہوار تک پہنچ گئی ہے اور سرکاری افسران اور سرمایہ داروں کے بچے، بچیاں مہنگے نجی تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ غریب لوگوں کے بچوں کو اسکولوں میں ٹاٹ روڑے بھی میسر نہیں آتے، دوسری طرف دولت مند لوگوں کو اسکولوں اور ہسپتالوں میں ہر سہولت ملتی ہے، نیشنلائزڈ تعلیمی اسکول کئی دفعہ مرزائیوں، عیسائیوں وغیرہ کو واپس کرنے کا پروگرام بنایا گیا، مگر مسلمانوں کے احتجاج کے بعد اس کو بند کر دیا گیا، انہوں نے ایک چناب نگر کے نامہ نگار قادیانی غیر مسلم سابق کھلاڑی کے مکتوب پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ:

اس قادیانی غیر مسلم کو ٹی آئی ہائی اسکول چناب نگر کی گراؤنڈ پر قبضہ نہیں کرنے دیا جائے گا اور مکتوب میں قادیانی جماعت کی بھرپور ترجمانی کی گئی ہے کہ تین سرکاری اسکول قادیانی جماعت کو واپس کر دیئے جائیں، جبکہ ٹی آئی ہائی اسکول چناب نگر اور نصرت گرلز ہائی اسکول چناب نگر کی ۹۱-۹۱ کنال اراضی ہے نئی عمارت تعمیر کی گئی ہے اور بوائز اسکول میں نئی مسجد تعمیر کی گئی، اس طرح ایک اسکول کا اثاثہ ۱۹ کروڑ روپے بنتا ہے جو ۵۰ کروڑ روپے تینوں اسکولوں کا بنتا ہے قادیانی جماعت کو ۸۳ لاکھ روپے میں کیسے دیئے جاسکتے ہیں؟ اگر قادیانی ایک ارب روپے بھی ادا کریں یہ اسکول واپس نہیں کئے جاسکتے۔ کیونکہ غریب مسلمانوں کے ہزاروں بچے بچیاں کہاں تعلیم حاصل کریں گے اور مسلمان اساتذہ کا کیا بنے گا؟! اسکول اور کالج کی نئی مسجد کیسے قادیانیوں کے حوالہ کی جاسکتی ہے؟

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
GOLD, SILVER BUYERS, SELLERS & ORDER SUPPLIERS
Shop No. 85, Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Phone : 745543

زندگی کے سارے سُکھ، صحّت اور تن دُرستی سے ہیں

تن سُکھ سے تن دُرست

تن سُکھ جسم وجاں کو تقویت پہنچاتا ہے، نظامِ ہضم اور افعالِ جگر کی اصلاح کرتا ہے۔

ہمدرد

مدینۃ الحکمۃ تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ۔

نعت رسول مقبول ﷺ

میری متاعِ زیست میری جاں تمھیؐ تو ہو
میرا دین اور میرا ایماں تمھیؐ تو ہو

قائم نظامِ دہر ہے آقا ترے طفیل
بزمِ جہاں کا دل نشیں عنواں تمھیؐ تو ہو

اے سرورِ کونین شہنشاہِ سروراں
جبریلؑ جس کے در کا ہے درباں تمھیؐ تو ہو

اے وہ کہ تیری ذات ہے مقصود کائنات
دنیائے ہست و بود کا ساماں تمھیؐ تو ہو

صف بستہ سارے خاکی و نوری ترے حضور
تمؐ شاہِ فرش و عرش ہو ہاں ہاں تمھیؐ تو ہو

تیرا مقام اوج ثریا سے بھی بلند
زیرِ قدم ہے جس کے لامکاں تمھیؐ تو ہو

ارض و سما روشن ہیں تیرے نور سے آقا
بالائے عرش نیر تاباں تمھیؐ تو ہو

دم سے ترے ایمان کی دولت سے فیض یاب
ایمان کی ہے بات کہ ایماں تمھیؐ تو ہو

خلوت میں ہم کلام خدا سے شب معراج
رمزِ شناسِ حضرت یزداں تمھیؐ تو ہو

احقر کرے مدحت تری آقا زہے نصیب
بعد از خدا بزرگ بے گماں تمھیؐ تو ہو

(عبدالحلیم احقر، اچھڑیاں مانسہرہ)

REGD. NO. SS-160

فرما گئے یہ ہادی لانبی بعدی

تاجدارِ ختمِ نبوت زندہ باد

ختمِ نبوت کانفرنس

۱۹ ویں سالانہ

مسلم کالونی چناب نگر

12/13 اکتوبر 2000ء مطابق ۱۲/۱۳ رجب المرجب ۱۴۲۱ھ بروز جمعرات جمعہ

زیرِ صدارت

مخدوم المشائخ حضرت مولانا

خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

علما مشائخ

سیاسی قائدین

دانشور اور وکلاء

خطاب فرمائیں گے

فون	ملتان	کراچی	لاہور	اسلام آباد	راولپنڈی	سرگودھا	گوجرانوالہ	فیصل آباد	چناب نگر	کوئٹہ	ٹنڈو آدم
نمبر	514122	7780337	5862404	829186	5551475	710474	215683	633522	213611	841965	71613

عالمی مجلسِ تحفظ ختمِ نبوت پاکستان ملتان